إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ

بے شک منتر اور تعویذ اور تولہ شرک ہیں (سنن ابی داود)

دم اور تعویذات

از

ابو شہریار

طبع الاول 2017

طبع الثانی 2018

طبع الثالث مع تصحیح واضافہ 2019

www.islamic-belief.net

إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ

دم (شرکیہ) و تعویذ اور تولہ شرک ہیں

(مسند احمد- صحیح لغیرہ عند شعَیب الأرنؤوط ، حدیث صحیح الإسناد علی شرط الشیخین عند امام الحاکم –صحیح عند البانی)

مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ

جس نے جو لٹکایا وہ اسی چیز کے حوالے ہوا

(مسند احمد حسن لغیرہ عند شعَیب الأرنؤوط ، حسن عند البانی ، حَدِيثٌ حَسَنٌ عند بغوی)

فہرست

پیش لفظ 6

نظر لگنے پر سوالات ؟ 7

نظر لگنے میں دھون کا غسل کرنا 10

نظر لگنے کا ذکر کیا اس آیت میں ہے ؟ 13

پانی پر دم کرنا کیسا ہے؟ 15

کیا پانی پر دم کر سکتے ہیں؟ 20

کیا سورہ الفاتحہ سے دم کر سکتے ہیں؟ 25

خارجہ بن صلت کی دم والی روایت کیسی ہے؟ 34

کیا زعفران سے برتن پر قرانی آیات لکھ کر پینا صحیح ہے؟ 35

قرآن صرف دل کی شفا نہیں ہے جسم کی بھی ہے 37

سورت اخلاص بھی دم میں ہے؟ 39

جادو اور معوذتین کا نزول 46

دم اور احادیث میں اختلاف 53

دم میں پھونک مارنا کیسا ہے؟ 58

کیا تعویذ وغیرہ جائز ہیں 60

کیا تابعین قرانی تعویذ کے جواز کا فتوی دیتے تھے؟ 62

تقابل روایات 65

تعویذ کے بارے میں امام احمد کا کیا موقف تھا؟ 73

تعویذ گنڈا تو لہ کیا فائدہ مندہیں اور کیا محدثین نے اس کو لٹکایا؟ 75

تعویذ کے جواز سے متعلق تین روایات ہیں 80

تعویذ کے جواز کی شروط 85

نعل شریف کو تعویذ کے طور پر لوگ استعمال کرتے ہیں؟ 87

پنجہ پاک کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ 90

انگوٹھی پر آیات یا اسماء الحسنی کندہ کروانا 91

انگوٹھیوں میں پتھر پہنا 95

کیا یہ روایت صحیح ہے؟ 100

تعویذ کے جواز کے دلائل کا جائزہ 104

فرقوں کی دلیل قرآن شفا ہے 104

فرقوں کی دلیل قرآن دوا ہے 105

فرقوں کی دلیل عیسیٰ علیہ السلام کا تعویذ کا حکم 106

سلف کی دلیل جلد ولادت کا مجرب نسخہ 107

فرقوں کی دلیل: فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دم 111

فرقوں کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعویذ کرنا 113

فرقوں کی دلیل مجاہد کا تعویذ کرنا 113

فرقوں کی دلیل سعید بن المسیب کا تعویذ کرنا 114

فرقوں کی دلیل امام ابو جعفر الباقر کا تعویذ کرنا 115

فرقوں کی دلیل عطاء کا تعویذ کرنا 115

فرقوں کی دلیل ابن سیرین کا تعویذ کرنا 116

تعویذ پر تساہل علماء 116

شرعی تعویذات کا فراڈ 118

تعویذ کی ممانعت پر کوئی حدیث صحیح نہیں؟ 125

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت 125

عقبہ بن عامر کی روایات 134

ضمیمہ : فتوی علمائے سلف یا غیر مقلدین و مقلدین 136

پیش لفظ

ایک وقت تھا جب اس امّت کا چار دانگ عالم میں رعب تھا—ایمان کا نور تھا—علماء نفس پرست اور شکم پرور نہ تھے—اگر خوف تھا تو وہ صرف الہ واحد کا تھا—کسی بھی نقصان اور تکلیف کو باذن اللہ سمجھا جاتا تھا—آج جو اس امت کا حال ہے وہ سب کے سامنے ہے—ایک مشکل اور پریشان حال کیفیت ہے—اغیار تو اغیار خود ہم مذہب بھی مارتے ہیں—الغرض ہر طرف ایک بے کلی و بے بسی کی سی کیفیت ہے۔ سب سے افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ امّت قوم یونس کی طرح اللہ کی طرف پلٹی اور اس سے لو لگاتی، اس امّت کے سواد اعظم نے یہ مان لیا ہے کہ مصیبت میں اللہ کے بجاے دوسروں کو پکارا جائے اللہ کے علاوہ غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے اور اللہ کے کلام اور اسماء الحسنیٰ کو گلے میں لٹکایا جائے—اللہ کے کلام کو پانی پر پھونکا جائے—

امّت کے ان عجیب و غریب اعمال کی اصلاح کی ذمہ داری علماء کی تھی—شومئی قسمت علماء نے تو خود اس گمراہی کو بڑھتی دی ہے اور اس امّت کی قد آور شخصیات نے نہ صرف تعویذ سے متعلق عقائد کو محراب و منبر سے بیان کیا ہے بلکہ اس کے جائز ہونے پر فتوے اور کتابیں لکھیں ہیں۔

تعویذ کے جواز سے متعلق بیشتر روایات میں اہل مکہ کا تفرد ہے اور ممانعت کی روایات فقہائے عراق سے نقل کی گئیں ہیں—تعویذ کی ممانعت سے متعلق احادیث حسن اور صحیح لغیرہ درجہ کی ہیں۔ یہ ممانعت قولی احادیث میں ہے یعنی بزبان نبوی اس سے منع کیا گیا ہے—اس بنا پر تعویذ چاہے قرانی ہو یا غیر قرانی اس کو استعمال نہ کیا جائے کیونکہ قولی حدیث میں اس کی ممانعت مل گئی ہے۔

دم کی اسلام میں اجازت ہے لیکن یہ دم اگر شرکیہ ہوں تو مطلقاً حرام ہیں۔ اس کتاب میں دم اور تعویذ سے متعلق مباحث ہیں۔

ابو شہریار

۲۰۱۷

نظر لگنے پر سوالات ؟

سوال : نظر لگنے کا کیا مطلب ہے

جواب
صحیح بخاری کی حدیث ہے

عَنْ أَنَسٍ ـ رضى الله عنه ـ كَانَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَاقَةٌ. قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لاَ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ"

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام ” عضباء “ تھا (کوئی جانور دوڑ میں) اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا ۔ پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے آگے بڑھ گیا ۔ مسلمانوں پر یہ معاملہ بڑا شاق گزرا اور کہنے لگے کہ افسوس عضباء پیچھے رہ گئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جب دنیا میں وہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے تو اسے وہ گھٹاتا بھی ہے ۔

آپ دیکھیں اس میں نظر لگنے کا عمل ہے- صحابہ کی نظر، رسول الله کی اونٹنی، کو لگ گئی کہ اتنی بہتر تھی لیکن وہ رفتار میں کم پڑ گئی- یہی عرف عام میں نظر لگنا ہے کہ ہر وہ چیز جس پر انسانوں کا تصور ہو جائے کہ بہت خوبی والی ہے اس میں عیب آ جاتا ہے کیوں کہ کسی بھی عیب سے پاک صرف الله کی ذات ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سےروایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا
نظر بد حق ہے

(بخاری/5740, مسلم/2188)

سوال کیا جن کی نظر لگ سکتی ہے ؟ ایک عالمہ کا کہنا ہے کہ جن جو نظر ماں کے پیٹ میں جنین تک کو لگ سکتی ہے – ان کی دلیل ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں   بچی تھی جس کو نظر لگی – حدیث میں سفعة کا لفظ ہے جس سے مراد جن کی نظر ہے ؟

جواب

جن کی نظر لگنے کا کوئی فلسفہ اسلام میں نہیں ہے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جو بچی تھی اس کے لئے الفاظ ہیں صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: «اسْتَرْقُوا لَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ» تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سفعة کا مطلب دھبے ہیں صحیح مسلم میں اس روایت میں ہے يَعْنِي بِوَجْهِهَا صُفْرَةً یعنی اس کے چہرے پر پیلاہٹ کی وجہ سے- صحیح مسلم کے شارح محمد فؤاد عبد الباقي کہتے ہیں (السفعة) قد فسرها في الحديث بالصفرة وقيل سواد وقال ابن قتيبة هي لون يخالف لون الوجه

السفعة   کی تفسیر حدیث میں ہے کہ یہ پیلے تھے اور کہا جاتا ہے کالے تھے اور ابن قتیبہ نے کہا یہ ایک رنگ سے الگ رنگ ہو جائے تو مراد ہے - یعنی لڑکی جس رنگ کی تھی اس سے مخالف رنگ تھا ممکن ہے لڑکی کالی ہو تو دھبے کالے نہ ہوں گے وغیرہ- بہر صورت السفعة صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ تابعین کی صحابی کا تعلق کسی صورت جنات سے نہیں ہے- رسول أَبِي الْيَسَرِ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ان سے کہا

فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا عَمِّ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ سَفْعَةً مِنْ غَضَبٍ،

آے چچا أَبِي الْيَسَرِ آپ کے چہرے پر غصے کی وجہ سے سَفْعَةً دیکھتا ہوں

یعنی غصے میں لال پیلے ہو رہے ہیں - سَفْعَةً کا تعلق صرف رنگ سے ہے اس کی وجوہات سے نہیں ہے، بلکہ اصلا یہ قول ہے بغوی کا جو شرح السنہ میں ہے

قَوْلُهُ: سَفْعَةٌ، أَيْ: نَظْرَةٌ، يَعْنِي: مِنَ الْجِنِّ

قول سَفْعَةٌ، یعنی اس کو نظر لگی ہے یعنی جن سے

یہ خود ساختہ شرح ہے - متن حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے

سوال کیا نظر لگنے سے موت واقع ہو سکتی ہے ؟

جابر رضی اللہ عنہ ـسے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں اکثر جو مریں گے ، بعد اس کے جو اللہ نے قضا و تقدیر پر جو لکھ دیا ہے ،وہ نفس یعنی نظر سے مریں گے

جواب: البانی نے الصحیحہ ٧٤٧ میں روایت دی ہے- اس کی سند مسند طیالسی میں ہے

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ، ضَجِيعِ حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: خَرَجَ جَابِرٌ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَنُكِبَتْ رِجْلُهُ بِحَجَرٍ

سند میں طالب بن حبيب بن عَمْرِو بن سهل جس پر امام بخاری کی فیہ نظر کی شدید جرح ہے

سند لائق التفات نہیں ہے - نظر کا تعلق ظاہر سے ہے چھپی مخلوق سے نہیں ہے - جنین عورت کے پیٹ میں ہے اس تک یہ نہیں جا سکتی- امام عقیلی نے یہی روایت اس راوی پر الضعفاء میں لکھی ہے- ذكره العقيلي في "الضعفاء"وساق له حديث: أكثر من يموت من أمتي بالانفس

نظر لگنے میں دھون کا غسل کرنا

سوال : نظر لگنے میں جس کی نظر لگی ہو اس کے دھون کے پانی سے غسل والی روایت کیسی ہے ؟

جواب

اس روایت میں دو صحابیوں کا ذکر ہے عامر بن ربیعہ اور سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہم کا

قصہ کے دو ورژن ہیں جو دونوں سہل بن حنیف کے خاندان کے مختلف افراد نے بتائے ہیں[1]

سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، کے خاندان کا ایک ورژن: راویہ امیہ بن ہند بن سہل بن حنیف

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ نَلْتَمِسُ الْخَمْرَ، فَوَجَدْنَا خَمْرًا وَغَدِيرًا، وَكَانَ أَحَدُنَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَغْتَسِلَ وَأَحَدٌ يَرَاهُ [ص:153]، فَاسْتَتَرَ مِنِّي، فَنَزَعَ جُبَّةً عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَاءَ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ , فَأَصَبْتُهُ مِنْهَا بِعَيْنٍ، فَدَعَوْتُهُ، فَلَمْ يُجِبْنِي، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ فَضَرَبَ صَدْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا، وَوَصَبَهَا»، ثُمَّ قَالَ: «قُمْ»، فَقَامَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ»

مسند احمد میں ہے

---

1 پچھلے ایڈیشن میں اس دنوں کے تعین میں غلطی ہوئی تھی اور ایک قصہ کو عامر رضی اللہ عنہ کے خاندان کا لکھا گیا تھا

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدِ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: انْطَلَقَ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يُرِيدَانِ الْغُسْلَ، قَالَ: فَانْطَلَقَا يَلْتَمِسَانِ الْخَمَرَ، قَالَ: فَوَضَعَ عَامِرٌ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ [ص:466] صُوفٍ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَأَصَبْتُهُ بِعَيْنِي، فَنَزَلَ الْمَاءَ يَغْتَسِلُ، قَالَ: فَسَمِعْتُ لَهُ فِي الْمَاءِ فَرْقَعَةً فَأَتَيْتُهُ، فَنَادَيْتُهُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجِبْنِي، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: فَجَاءَ يَمْشِي فَخَاضَ الْمَاءَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا، وَبَرْدَهَا، وَوَصَبَهَا» قَالَ: فَقَامَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ، أَوْ مِنْ نَفْسِهِ، أَوْ مِنْ مَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيُبَرِّكْهُ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ نے کہا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ دونوں غسل کرنے نکلے کہ کہیں جائیں اور شراب پیئیں پس سہل بن حنیف کے اوپر صوف کا جبہ تھا اس کو عامر نے ایک طرف رکھا اور اس دوران عامر نے سہل بن حنیف ؓ کو دیکھا اور سہل بن حنیف کو نظر لگ گئی -انہوں نے پانی (اپنے اوپر) گرایا کہ غسل کریں- کہا پس پانی میں کچھ آواز آئی اور انہوں نے تین بار پکارا کسی نے جواب نہ دیا - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر خبر کی - کہا وہ چلے کہ پانی کی جگہ تک آئیں اور گویا کہ میں ان کی پنڈلی کی سفیدی دیکھ رہا ہوں - کہا پس رسول اللہ نے عامر کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا، وَبَرْدَهَا، وَوَصَبَهَا اور کہا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی میں دیکھے یا اپنے اپ کو یا مال کو اس پر حیرت ہو تو برکت مانگے کیونکہ نظر حق ہے

اس میں دھون کا ذکر نہیں ہے صرف دعا کا ذکر ہے- یہ سہل بن حنیف کے نواسے کا بیان کردہ قصہ ہے - میزان میں الذھبی نے اس کو مجہول کہا ہے

أمية بن هند [ق، س] عن أبي أمامة بن سهل قال ابن معين: لا أعرفه

سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ کے خاندان کا دوسرا ورژن: راوی محمد بن ابو امامہ بن سہل بن حنیف

موطآ کے مختلف نسخوں میں سے دھون کا ذکر صرف کاتب ابو مصعب الزہری کی سند میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بن أنس، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ أبا أمامة، يَقُولُ: اغْتَسَلَ أَبِي، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، بِالْخَرَّارِ فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ، قَالَ: وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ، قَالَ: فَقَالَ عَامِرٌ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلاَ جِلْدَ عَذْرَاءَ، فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ، وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ، وَأَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شأن عَامِرٍ

بن ربيعة، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَّا بَرَّكْتَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ، تَوَضَّأْ لَهُ، فَتَوَضَّأَ لَهُ، فَرَاحَ سَهْلٌ بن حنيف مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ نے خبر دی کہ ان کے باپ اور عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ نے غسل کیا اور سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ نے اپنا جبہ اتارا اور عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ دیکھ رہے تھے- کہا سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اچھی جلد والے سفید تھے – پس عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ نے سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ سے کہا میں نے آج تک کنواری کی بھی ایسی جلد نہیں دیکھی (یہ کہا اور وہاں) سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بیمار ہو گئے اور ان کا بخار بڑھا – رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بیمار ہیں اپ صلی الله علیہ وسلم تشریف لائے ... پس رسول الله وہاں ان کو خبر دی کہ یہ عَامِرِ بن ربيعة کی وجہ سے ہوا –رسول اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم نے فرمایا : تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو قتل کرنے کے درپے کیوں ہے؟ تم میں سے کوئی جب اپنے بھائی کی کوئی خوش کن بات دیکھے تو اس کے لیے برکت کی دعا کرے۔ پس ان کو کہا وضو کرو اور سَهْلٌ بن حنيف نے وضو کیا اور ان کو راحت ہوئی کوئی برائی نہ رہی

دھون کا ذکر موطآ تحقيق محمد مصطفى الأعظمي میں ہے

مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؛ [ق: 170 – ب] أَنَّهُ قَالَ: رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلاَ جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ. فَلُبِطَ بِسَهْلٍ. [ص: 58 – ب] فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ. هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؟ وَاللهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ. فَقَالَ: «هَلْ تَتَّهِمُونَ بِهِ (1) أَحَداً؟» قَالُوا: نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ. قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ (2) صلى الله عليه وسلم عَامِراً، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ. وَقَالَ: «عَلاَمَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلاَّ بَرَّكْتَ. اغْتَسِلْ لَهُ». فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ (3)، وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ، فِي قَدَحٍ. ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ. فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

اس میں ہے سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بیمار ہو گئے اور رسول الله نے عَامِرِ بن ربيعة کو حکم کیا کہ اپنا چہرہ و ہاتھ دھوئیں اور کہنییاں ، پیر اور آزار، ایک قدح میں - پھر اس پانی کو سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ پر انڈیل دیں پس سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اس عمل سے با راحت ہوئے اور کوئی برائی نہ رہی

یہ قصہ سہل بن حنیف کے پوتے کا بیان کردہ ہے - مُحَمَّد بْن أَبِي أُمَامَة ابن سَهْل بْن حُنَيْف : قال عَبَّاس الدُّورِيُّ ، عَنْ يحيى بْن مَعِين: ثقة. اس راوی کو ثقہ کہا گیا ہے -
امام طحاوی نے مشکل الآثار میں دونوں ورژن ملا کر دو الگ واقعات کہا ہے اور دھون کو منسوخ عمل کہا ہے
قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ اكْتَفَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَهْلٍ بِالدُّعَاءِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ أَمْرُهُ عَامِرًا بِالِاغْتِسَالِ لَهُ , وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ جَمَعَهُمَا لَهُ جَمِيعًا , وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ كَانَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَدْرَكَ سَهْلًا فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِنْ عَامِرٍ مَا أَدْرَكَهُ مِنْهُ , فَفَعَلَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَا فَعَلَ فِيهَا مِنْ دُعَاءٍ , وَمِنْ أَمْرٍ بِاغْتِسَالٍ , وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الِاغْتِسَالُ كَانَ , ثُمَّ نُسِخَ بِغَيْرِهِ

اغلبا یہ عمل منسوخ ہے و الله اعلم

نظر لگنے کا ذکر کیا اس آیت میں ہے؟

سوره قلم میں ہے

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ (51) وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

اور جب یہ کافر نصیحت سنیں گے تو گھورنے سے تم کو تقریبا گرا دیں گے اور (پھر) کہیں گے یہ مجنوں ہے بلکہ یہ تو تمام عالمین کے لئے نصیحت ہے

جواب

تفسیر بسیط میں ہے

وهذا مستعمل في الكلام. يقول القائل: نظر إلى فلان نظرًا يكاد يصرعني (1) ونظرًا يكاد يأكلني. وتأويله أنه نظر إليَّ نظرًا لو أمكنه معه (2) أكلي، أو أن يصرعني لفعل. وهذا واضح

قال أبو علي: معنى {لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ} أنهم ينظرون إليك نظر البغضاء كما قال: ينظر الأعداء المنابذون، وأنشد البيت الذي أنشده ابن قتيبة (5). والدليل على صحة ما ذهب إليه هؤلاء أن الله تعالى قرن هذا النظر بسماع القرآن.

یہ کلام میں مستعمل ہے کہنے والا کہتا ہے فلاں نے نظر ڈالی کہ گویا مجنون کر دے اور نظر ڈالی کہ کھا جائے اور تاویل یہ ہے کہ اس نے ایسی نظر ڈالی کہ ممکن ہو تو ... کسی فعل پر نقصان دے اور یہ واضح ہے

ابو علی نے کہا کفار ایسی نظر سے دیکھتے جو غضب والی ہوتی جیسے دشمن کو دیکھتے ہیں

آیت سے مراد ہے کہ مشرکین گھورتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کنفیوز کریں گویا کہ کھا جانے والی نظر سے دیکھتے

پانی پر دم کرنا کیسا ہے؟

جواب

حدیث میں آتا ہے کہ

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاء أَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ (صحیح الجامع 6820)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ پانی میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے۔

کہا جاتا ہے کہ عام پینے والے پانی میں سانس لینا یا اس میں پھونک مارنے کی ممانعت ہے لیکن جس پانی پر دم کرنا ہو وہ مستثنی ہے ، یعنی دم کرتے وقت پانی پر پھونک مار سکتے ہیں۔
لیکن اس حدیث میں اس میں کوئی تخصیص بیان نہیں ہوئی لہذا حکم ممانعت عام ہے - پانی پر پھونکنا یا عرف عام میں دم کرنا منع ہے[2]

---

[2] صحیح بخاری میں انس کی حدیث ہے
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ أَنَسٌ، يَتَنَفَّسُ «فِي الإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، وَزَعَمَ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلاَثًا

انس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں تین سانس لیتے
اور دوسری امام بخاری نے اس کےساتھ ہی دی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ".
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پانی پئے تو برتن میں سانس نہ لے

بعض کا اصرار ہے کہ جائز ہے ان کی دلیل ہے کہ سنن ابی داود باب ما جاء في الرقى کی حدیث ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ صالح وابنُ السرحِ -قال أحمدُ: حدَّثنا ابن وهب، وقال ابن السرح: أخبرنا ابنُ وهب- حدَّثنا داودُ بنُ عبدِ الرحمن، عن عمرو ابنِ يحيى، عن يوسفَ بنِ محمد -وقال ابن صالح: محمدُ بنُ يوسف بن ثابت ابنِ قيس بنِ شماس- عن أبيهِ عن جَدِّه، عن رسولِ الله – صلَّى الله عليه وسلم – أنه دخلَ على ثابتِ بنِ قيس -قال أحمدُ: وهو مريض- فقالَ: "اكْشِفِ البَأسَ ربَّ النَّاسِ، عن ثابت بنِ قيس بنِ شمَّاس" ثم أخذ تراباً من بُطحانَ فجعله في قَدَحٍ، ثم نَفَثَ عليه بماءِ، ثم صبَّه عليهِ

احمد بن صالح نے اور ابن السرح نے روایت کیا کہا احمد نے کہا حدثنا ابن وهب اور ابن السرح نے کہا اخبرنا ابن وهب- داود بن عبد الرحمان نے عمرو بن یحیی سے روایت کیا انہوں نے یوسف بن محمد سے روایت کیا ، اور ابن صالح نے کہا انہوں نے محمد بن یوسف بن قیس بن شماس سے انہوں نے اپنے باپ سے ، اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثابتِ بنِ قیس کے پاس داخل ہوئے- احمد کہتے ہیں: وہ مریض تھے، پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے انسانوں کے رب ! تکلیف کو دور کر، ثابت بن قیس پر سے، پھر بُطحانَ کی مٹی لی اس کو ایک قدح میں ڈالا، پھر اس میں پانی پر پھونکا ، پھر اس کو ان کے سر پر انڈیلا

یعنی امام بخاری کا مقصد ہے کہ اس میں اختلاف صحابہ موجود ہے کہ سانس لیا جا سکتا ہے یا نہیں
ایک میں الفاظ ہیں : يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، برتن میں دو یا تین سانس لینا

اور دوسری میں ہے : فَلاَ يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ، برتن میں سانس نہ لینا

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہی انس کی روایت باب مَنْ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وہ جو برتن میں سانس لینے کو مستحب کرے ، کے تحت ہے

راقم سمجھتا ہے کہ برتن میں سانس نہ لینے کا حکم دیا گیا ہے
انس کی روایت ان کے پوتے ثمامة بن عبد الله بن أنس بن مالك نے ان سے روایت کی ہے اور اس راوی کی بعض روایات کو منکر کہا گیا ہے -میرے نزدیک انس کی روایت اگر صحیح ہے تو شاید انس سمجھ نہ پائے کہ یہ عمل رسول اللہ کا ہے کہ وہ سانس لے سکتے تھے کیونکہ ان کا سانس اور لعاب بھی معجزہ تھا باعث شفا تھا جبکہ عام مسلمان یا صحابی کا سانس شفا کا سبب نہیں ہے - اس طرح سب کو منع کیا گیا کہ سانس مت لیں لیکن خود یہ عمل رسول اللہ کے لئے موجب بیماری نہیں تھا
انس نے اس کو سنت سمجھ کر کیا ہے

اس روایت کو پانی پر دم کرنے کی دلیل پر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اس کی سند ضعیف ہے اس روایت پر تعلیق میں شعَيب الأرنؤوط اور محَمَّد كامِل قره بللي لکھتے ہیں

إسناده ضعيف لجهالة يوسف بن محمد بن ثابت بن قيس بن شماس
اس کی اسناد یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس کے مجھول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں
البانی اس کو ضعیف الاسناد کہتے ہیں اور ابن حجر فتح الباری میں اس روایت کو حسن کہتے ہیں جو ان کی ناقص تحقیق ہے

ابو داود سنن میں کہتے ہیں قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ

ابن السرح نے یوسف بن محمّد کہا ہے جو صواب ہے

یہ واحد روایت ہے جس میں پانی پر دم کا ذکر ہے لیکن جب راوی ہی مجھول ہے تو دلیل نہیں بن سکتی

وہابی مفتی عبدالعزیز بن باز اسی حدیث کی بنیاد پر کہتے ہیں

لا حرج في الرقية بالماء ثم يشرب منه المريض أو يغتسل به، كل هذا لا بأس به، الرقى تكون على المريض بالنفث عليه، وتكون في ماء يشربه المريض أو يتروَّش به، كل هذا لا بأس به، فقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه رقى ثابت بن قيس بن شماس في ماء ثم صبه عليه، فإذا رقى الإنسان أخاه في ماء ثم شرب منه أو صبه عليه يرجى فيه العافية والشفاء، وإذا قرأ على نفسه على العضو المريض في يده أو رجله أو صدره ونفث عليه ودعا له بالشفاء هذا كله حسن.
http://www.binbaz.org.sa/noor/8858
پانی سے دم میں حرج نہیں ہے جب یہ پانی مریض کو پلایا جائے یا اس پانی سے غسل دیا جائے اس سب میں کوئی برائی نہیں ہے - دم مریض پر پھونکنے سے بھی ہوتا ہے اور پانی پر بھی جس کو مریض کو پلایا جاتا ہے یا اس پر بہایا جاتا ہے اس سب میں کوئی برائی نہیں ہے - پس یہ ثابت ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے آپ (صلی الله علیہ وسلم) نے قیس بن ثابت (رضی الله عنہ) پر پانی سے دم کیا پھر ان پر انڈیلا - پس اگر انسان پر اس کے بھائی پینے کے پانی پر دم کریں یا پانی پر دم کریں جس کو انڈیلا جائے تو اس میں عافیت و شفا کی امید ہے اور اگروہ خود پڑھیں یا مریض کے عضو پر جیسے ہاتھ ، پیر یا سینہ اور اس پر پھونک دیں اور شفا کی دعا کریں تو یہ سب اچھا ہے
راقم کہتا ہے ابن باز نے ضعیف حدیث سے دلیل لی ہے

بخاری نے تاریخ الکبیر میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں پانی پر دم کرنے کے الفاظ نہیں ہیں

ایک دوسری روایت بھی پانی پر دم کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہے جس کو البانی صحیحہ میں نقل کرتے ہیں

علیؓ سے مروی ہے انہوں نے کہاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمارہے تھے ایک بچھو نے آپکو ڈنک لگا دیا' آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے جو نہ نبی کو نہ کسی دوسرے کو چھوڑتا ہے' پھر آپ نے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن طلب فرمایا جس میں نمک آمیز کیا ہوا تھا اور آپ اس ڈنک زدہ جگہ کو نمک آمیز پانی میں برابر ڈبوتے رہے اور قل ھو اللہ احد اور معوذ تین پڑھ کر اس پر دم کرتے رہے یہاں تک کہ بالکل سکون ہوگیا

معجم الصغیر الطبرانی میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَشْنَانِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ

اول اس کی سند میں المنھال بن عمرو ہے جو امام شعبہ کے نزدیک متروک ہے- بعض کے نزدیک ثقہ ہے لیکن المنھال، محمّد بن الحنفیہ سے کتاب الدعا از الطبرانی میں ایک روایت نقل کرتا ہے
حَدَّثَنَا الْمِقْدَامُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصْرِيُّ، ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، ثنا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ رُقْيَةً رَقَانِي بِهَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَعَلَّمَهُ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، وَاللَّهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ، خُذْهَا فَلْتُهْنِيكَ "

منہال بن عمرو، محمّد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور وہ بیمار تھے پس ان سے رسول اللہ نے کہا کہ میں تم کو ایک دم سکھاؤں جس سے جبریل نے مجھے دم کیا کہا ضرور یا رسول اللہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اللہ کے نام سے تم کو دم کرتا ہوں اور اللہ ہی تم کو ہر ایذا سے شفا دیتا ہے اس کویاد کر لو اور اپنے اوپر جھاڑو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو دم دعا سے کر رہے ہیں اور اس میں پانی کا ذکر بھی نہیں

دوم مُطَرِّفُ بنُ طَرِيْفٍ الكُوْفِيُّ المتوفى ١٤١ ھ ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے اس میں بھی پانی پر براہ راست دم نہیں کیا گیا بلکہ دم ڈنک کی جگہ کو کیا جا رہا ہے

پانی پر دم کی دلیل میں یہ احادیث بھی پیش کی جاتی ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور معوذات پڑھ کر اپنے جسم پر دونوں ہاتھوں کو مل لیتے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 1269

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جبتک اس میں کوئی شرک نہ ہو ۔ صحیح مسلم : ٢٢٠

حالانکہ یہ بھی ہاتھوں سے دم کرنا ہے نہ کہ کسی پینے والی چیز پر دم کرنا لہذا پانی پر دم کرنے کی دلیل نہیں ہے

الغرض پانی پر دم کرنا حدیث سے ثابت نہیں لہذا ایک بدعت ہے جو نصاری کے ہاں رائج ہے جس کو ہولی واٹر کہا جاتا ہے- سن ٤٠٠ ب م میں اس کی نصرانی کتب میں حوالہ ملتا ہے

گویا یہ عمل نصاری کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سے معروف و مشهور چلا آ رہا ہے

عجب تماشہ ہے کہ دیوبندی اور بریلوی پانی پر دم کرنے کی اجرت لیتے ہیں اور اہل حدیث اس کو رد کرتے ہیں لیکن یہ تضاد ہے کیونکہ دینی امور پر اجرت کی دلیل ایک دم والے واقعہ سے ہی لی جاتی ہے

کیا پانی پر دم کر سکتے ہیں ؟

سوال : دم کر سکتے ہیں جیسا عائشہ ، ابن عباس اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے ؟

جواب

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَرَى بَأْسًا أَنْ يُعَوَّذَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يُصَبَّ عَلَى الْمَرِيضِ»

أَبِي مَعْشَرٍ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں برائی نہیں دیکھتی تھیں کہ پانی پر تعوذ کیا جائے پھر مریض پر اس کو ڈالا جائے

ابی معشر ضعیف ہے - العلل ومعرفة الرجال از احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) کے مطابق

سَأَلت يحيى بن معِين عَن أبي معشر الْمَدِينِيّ الَّذِي يحدث عَن سعيد المَقْبُري وَمُحَمّد بن كَعْب فَقَالَ لَيْسَ بِقَوي فِي الحَدِيث

ابن معين کہتے ہیں کہ أبي معشر الْمَدِينِيّ جو سعید المقبری سے روایت کرتا ہے ... یہ حدیث میں قوی نہیں ہے

ابی معشر زیاد بن کلیب کا سماع تابعین سے ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی روایت منقطع ہے اور ان دونوں کے درمیان إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ اور الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ کا واسطہ ہے اور بعض اوقات ان دونوں کے درمیان الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ کا واسطہ اتا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنِ النُّشَرِ، فَقَالَتْ: «مَا تَصْنَعُونَ بِهَذَا؟ هَذَا الْفُرَاتُ إِلَى جَانِبِكُمْ، يَسْتَنْقِعُ فِيهِ أَحَدُكُمْ يَسْتَقْبِلُ الْجِرْيَةَ»

الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ نے ام المومنین عائشہ سے نشر کا (عمل) پوچھا - انہوں نے کہا کیسے کرتے ہیں ؟ یہ میٹھا پانی تمہارے پہلو میں ہے تم میں سے کوئی اس پانی کو لے اور گلے کے حلقوم کے سامنے لائے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ««مَنْ أَصَابَهُ بُسْرَةٌ أَوْ سُمٌّ أَوْ سِحْرٌ فَلْيَأْتِ الْفُرَاتَ، فَلْيَسْتَقْبِلِ الْجِرْيَةَ، فَيَغْتَمِسْ فِيهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ

الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ نے ام المومنین عائشہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا جس کو بسرہ کی بیماری ہو یا زہر یا جادو- وہ میٹھا پانی لے اس کو حلقوم کے سامنے کرے اور اس پانی میں سات بار اپنے آپ کو ڈبوئے

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں پانی پر دم کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ صرف سات بار پانی سے بخار ٹھنڈا کرنے کا ذکر کیا ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا، فَيَكْتُبُ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَالْكَلِمَاتِ فِي صَحْفَةٍ ثُمَّ تُغْسَلُ فَتُسْقَى مِنْهَا: «بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ» {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35]

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، نے ابن عباس سے روایت کیا فرمایا اگر عورت پر جننا مشکل ہو تو یہ دو آیتیں اور کلمات لکھ لو ایک صفحہ پر پھر اس کو دھو کر دھون عورت کو پلا دو

بسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ» {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35]

کتاب الدعوات الکبیر از بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الْمَرْأَةِ يَعْسُرُ عَلَيْهَا وَلَدُهَا قَالَ: يُكْتَبُ فِي قِرْطَاسٍ ثُمَّ تُسْقَى: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35] ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] ". هَذَا مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

یہ روایت منفرد ہے اور منکر ہے - بیہقی نے اس کو ابن عباس پر موقوف قرار دیا ہے

وہابی عالم أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان نے المجالسة وجواهر العلم از أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333هـ) میں اس سند کو کتاب میں ضعیف قرار دیا ہے

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ہے

محمد بن أبي ليلى سيئ الحفظ جدا بہت خراب حافظہ کے مالک تھے

اور اس حالت میں اس نے اس روایت کو ابن عباس سے منسوب کر دیا ہے

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نے کہا : لا يُحْتَجُّ بِهِ، سَيِّئُ الحفظ.دلیل مت لینا خراب حافظہ کا ہے

وَرَوَى مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ: ضَعِيفٌ. ابن معین نے کہا ضعیف ہے

وَقَالَ النَّسَائِيُّ، وَغَيْرُهُ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.نسائی نے کہا قوی نہیں ہے

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: رديء الحفظ، كثير الوهم.دارقطنی نے کہا ردی حافظہ اور کثرت سے وہم کا شکار تھا

امام احمد نے اس سند کو ناقابل دلیل قرار دیا ہے لیکن ان کے بیٹے نے خبر دی کہ اسی روایت کی بنیاد پر امام احمد تعویذ کرتے تھے کتاب المسائل امام احمد بن حنبل میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَةالتعويذة للقرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة

حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يقرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن ، بیماری یا درد زہ کے لئے – خاندان والو اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے

لیکن دیگر محدثین کا اس روایت پر عمل نہیں ملتا

ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، حَدَّثَنَا ثَوْبَانُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمَّى، وَإِنَّ الْحُمَّى قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيُطْفِهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ، وَلْيَسْتَقْبِلْ نَهَرًا جَارِيًا يَسْتَقْبِلُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَيَقُولُ: بِاسْمِ اللهِ. اللهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، فَيَغْتَمِسُ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي ثَلَاثٍ فَخَمْسٍ، فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٍ، فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعٍ؛ فَإِنَّهُ لَا يَكَادُ يُجَاوِزُ التِّسْعَ بِإِذْنِ اللهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ تم میں سے جب کسی کو بخار ہو تو بخار اگ کا ٹکڑا ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو پس وہ فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بہتی نہر پر جائے پانی کو گلے کے پاس لا کر کہے

اللہ کے نام سے اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے اور تیرے رسول نے سچ کہا

اس میں تین بار سر ڈبوئے اور ایسا تین دن کرے اگر پھر بھی ٹھیک نہ ہو تو پانچ سن اگر نہ ٹھیک ہو تو سات دن ورنہ نو دن پس اللہ کے اذن سے یہ نو دن سے اوپر نہ جائے گا

اس کی سند میں سَعِيدٌ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مجہول ہے

کیا سورہ الفاتحہ سے دم کر سکتے ہیں؟

جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الفاتحہ سے دم نہیں کیا- آخری وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین سے دم کرتے رہے اور یہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مرض وفات میں کیا

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ ایک سفر میں تھے اور انہوں نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا اور قبیلہ والوں سے کھانے پینے کو مانگا جس کا انہوں نے انکار کر دیا اتفاق سے ان کے سردار کو بچھو نے کاٹا اور وہ علاج یا ٹوٹکا پوچھنے صحابہ کے پاس بھی آئے جس پر ایک صحابی نے (اپنی طرف سے) سورہ الفاتحہ سے دم کر دیا اور وہ سردار ٹھیک کو گیا واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بتایا گیا تو آپ نے کہا تم کو کیسے پتا کہ سورہ الفاتحہ دم ہے؟

یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ تھا – مزید یہ کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہ صحابہ نے، سورہ الفاتحہ سے بعد میں دم کیا

امام بخاری الصحیح میں ابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ روایت کرتے ہیں کہ

ابن عباس اور ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب سفر میں تھے - دوران سفر انہوں نے اک قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا - صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے ان کو مہمان تسلیم کریں لیکن قبیلہ والوں نے صاف انکار کر دیا - ان کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا - قبیلہ والوں نے اصحاب رسول سے ہی علاج کے لئے مدد طلب کی جس پر ایک صحابی نے سورہ الفتاحہ پڑھ کر سردار کو دم کیا اور وہ اچھا بھی ہو گیا -اس کے بدلے میں انہوں نے تیس بکریاں بھی لے لیں - صحابہ نے اس پر کراہت کا اظہا ر کیا اور مدینہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے قصہ سننے کے بعد کہا

إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

بے شک تم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو تم نے کتاب اللہ سے حاصل کیا

دراصل یہ اک مخصوص واقعہ ہے اور اس کا تعلّق دم پر اجرت لینے سے نہیں بلکہ حق ضیافت لینے سے ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا تھا –

صحیح مسلم میں ہے کہ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَلَمْ يُضِيفُوهُمْ

ہم نے ان سے ضیافت طلب کی لیکن انہوں نے مہمانداری نہیں کی

سنن الکبریٰ میں روایت میں مو جود ہے کہ

أَنَّ رَهْطًا مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا، فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنَ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ،

أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اک گروہ سفر میں نکلا اور پہنچا عربوں کے قبیلہ پر پس ان سے مہمان نوازی چاہی

سنن دارقطنی میں ہے فَسَأَلْنَاهُمْ طَعَامًا فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُنْزِلُونَا

ہم نے ان سے کھانا ما نگا لیکن انہوں نے نہ کھانا دیا نہ پانی

بخاری میں ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت **بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ** کے الفاظ ہیں

وَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَكُم شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَرَاقٍ، وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنْ الْغَنَمِ،

انہوں (قبیلہ والوں) نے کہا : اے گروہ : ہمارے سردار کو ڈس لیا گیا ہے اور ہم نے تمام کوشش کی لیکن اس کو افاقہ نہیں ہوا تو کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے ؟ پس بعض نے کہا ہاں لیکن اللہ کی قسم ہم نے ضیافت مانگی اور تم نے مہمان داری نہ کی تو میں دم نہ کروں گا جب تک تم ہمارے لئے کچھ اجر نہیں کرتے پس ان کی بھلائی کے لئے (معاملہ طے ھوا) چند بکریوں پر

مزید یہ کہ اس واقعہ کو سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا حصہ بھی لگانے کو کہا حالانکہ آپ وہاں موجود نہ تھے اور آپ نے دم بھی نہیں کیا تھا- صحابہ سفر میں تھے اور اس زمانے میں ہوٹل تو تھے نہیں کہ وہاں جا کر کھا پی لیتے . عربوں کی روایت کے مطابق قبیلہ والوں کا ضیافت نہ کرنا اک غلط عمل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مخصوص حالات پیدا کر کے قبیلہ والوں کو مجبور کر دیا کہ وہ مدد کریں - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حکم الہی تھا کہ اجر نہ لو لہذا قرآن کے اس حکم کی موجودگی میں حدیث خلاف قرآن نہیں ہو سکتی - نبی نے فرمایا قد أصبتم یعنی تم نے ٹھیک کیا- اس روایت کا دم کی اجرت پر جواز بھی نہیں بنتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا کہ

و ما ادرک انها رقیہ

اور تم کو کیسے پتہ کہ یہ (سورہ) دم ہے

حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ صحابہ کی اس حکمت پر آپ ہنسے – یہ جملہ تحسین ہے صحابی کی حکمت پر- کیا تعجب پر ہنسا جاتا ہے ؟

افسوس کہ نفس پرستی اور شکم پروری کی وکالت نے مولویوں کو کس مقام پر لا کھڑا کیا کہ اس مخصوص روایت سے وہ عبادت پر جو نیکی ہے اجرت طلب کرتے ہیں

البانی سے سوال ہوا کہ کیا اجرت لی جا سکتی ہے ؟

سلسلة الهدى والنور » الشريط رقم : 656

بسم الله الرحمن الرحيم، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

السؤال: بالنسبة لتحريم أخذ الأجرة على تعليم القرآن، نريد أن نستوضح عن تعليم القرآن، هل يدخل في ذلك، أو تعليم تفسير القرآن، أو تعليم تجويد القرآن؟

الجواب: كل العبادات لا يجوز أن يؤخذ عليها أجر، وكل العبادات أي: كل ما يدخل في النص العام (كل عبادة)، وكل ما كان ديناً، كمثل قوله تعالى: ﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ [البينة:5]، وكذلك قوله تعالى: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً ﴾ [الكهف:110] .

الآية الأولى صريحة الدلالة في الموضوع: ﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ [البينة:5]، أما الآية الأخرى فتحتاج إلى شيء من الشرح والبيان، مما ذكره علماء التفسير.

فقوله تعالى: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً ﴾ [الكهف:110] قالوا: العمل الصالح هو الموافق للسنة، أي: فما كان مخالفاً للسنة فليس عملاً صالحاً، وهذا قد جاءت فيه أحاديث كثيرة تترى عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم، كمثل قوله في الحديث المشهور والمعروف في الصحيحين من حديث عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد)، والأحاديث في هذا المعنى معروفة إن شاء الله، فلا حاجة لإطالة الكلام بذكرها.

وقوله تعالى: ﴿ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً ﴾ [الكهف:110] أي: موافقاً للسنة: ﴿ وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً ﴾ [الكهف:110] أي: لا يطلب أجر تلك العبادة من غيره تبارك وتعالى.

والأحاديث التي تأمر بإخلاص النية في الطاعة والعبادة هي أيضاً كثيرة ومشهورة، فهذا النص القرآني بعد شرحه مع النص الأول، كلاهما نص عام على أن العبادة لا تكون عبادة إلا بشرطين اثنين:

الشرط الأول: أن يكون على وجه السنة.

الشرط الثاني: أن يكون خالصاً لوجه الله تبارك وتعالى.

حكم أخذ الأجرة على القرآن

فهذه النصوص عامة تشمل كل عبادة، أما بالنسبة للقرآن فهناك نصوص خاصة، من أشهرها وأصحها قوله صلى الله عليه وسلم: (تعاهدوا هذا القرآن، وتغنوا به، قبل أن يأتي أقوام يتعجلونه، ولا يتأجلونه) (يتعجلونه) أي: يطلبون أجره العاجل، ولا (يتأجلونه) أي: لا يطلبون الأجر الآجل في الآخرة، فلهذا كله لا يجوز لمسلم أن يبتغي أجراً من وراء عبادة يقوم بها إلا من الله تبارك وتعالى، وعلى هذا فليست القضية متعلقة بتلاوة القرآن فقط، وبصورة خاصة على الحالة التي وصل إليها بعض القراء اليوم، حيث صدق فيهم نبأ الرسول الكريم المذكور آنفاً: (قبل أن يأتي أقوام يتعجلونه، ولا يتأجلونه).

المسألة أعم وأوسع من ذلك بكثير، فلا فرق بين من يتلو القرآن للتلاوة فقط ويأخذ عليه أجراً، وبين من يعلم القرآن ويأخذ عليه أجراً، وبين من يفسر القرآن ويأخذ عليه أجراً، وبين من يعلم الحديث ويأخذ عليه أجراً، وبين من يؤم، ويؤذن، ويخدم المسجد، كل هذه عبادات لا يجوز لأي مسلم أن يبتغي من وراء الإتيان بها أجراً، إلا من عند الله تبارك وتعالى.

فإذا عرفت هذه الحقيقة، وهي حقيقة كدت أن أقول: إنه لا خلاف فيها، ثم لم أقل؛ لأنني تذكرت خلافاً في جزئية واحدة ألا وهي القرآن الكريم، فإن بعض المذاهب المتبعة اليوم تقول: يجوز أخذ الأجر على القرآن، ولهم في ذلك حجة صحيحة روايةً، وليست صحيحة درايةً، أما أنها صحيحة رواية؛ فلأنها في صحيح البخاري، أما أنها ليست صحيحة درايةً، أي: لا يصح الاستدلال بهذه الرواية مع صحتها للاحتجاج على ما يناقض تلك الأدلة القاطعة بخاصة وبعامة، أنه لا يجوز أخذ الأجر على أي عبادة، وبخاصة منها القرآن الكريم.

نقض استدلال من يقول بجواز أخذ الأجرة على القرآن

ذلك الحديث هو قوله عليه الصلاة والسلام: (إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله) هذا الحديث فيصحيح البخاري كما ذكرنا، وإنما قلنا: إنه لا يجوز الاستدلال به دراية مع صحته رواية؛ لأن لهذا الحديث مناسبة جاءت مقرونة مع الرواية نفسها، وهو في صحيح البخاري –كما قلنا– من رواية أبي سعيد الخدريرضي الله تعالى عنه: أنه كان في سرية مع جماعة من أصحاب النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم، فمروا بقبيلة من القبائل العربية، فطلبوا منهم أن ينزلوا عليهم ضيوفاً، فأبوا، فنزلوا بعيداً عنهم، فقدر الله تبارك وتعالى أن أرسل عقرباً فلدغت أمير القبيلة، فأرسل أحد أتباعه إلى هؤلاء الذين أرادوا أن ينزلوا عليهم فأبوا، وقال: انظروا لعل عندهم شيء؛ لأنهم من أهل الحضر، فجاء الرسول من قبل ذلك الأمير، فعرض عليه أحد الصحابة أن يعالجه، ولكن اشترط عليه رءوساً من الغنم –أنا نسيت الآن، إما عشراً وإما مائة– وهو رئيس قبيلة وغني،

فقبل ذلك، فما كان منه إلا أن رقاه بالفاتحة بعد أن مسح بالبصاق مكان اللدغ، فكأنما نشط من عقال.. هكذا يقول في

الحديث، فأخذ الجعل وأتى به إلى النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم محتاطاً لعله لا يجوز أن يستفيد منه، فقال له عليه

الصلاة والسلام الحديث السابق: (إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله).

فاختلف العلماء هنا، فالجمهور أخذ بالحديث مفسراً بالسبب، والشافعية أخذوا بالحديث دون ربطه بالسبب، وهذا هو السبب في الخلاف، وينبغي أن يكون معلوماً لدى كل طالب للعلم، أن من الضروري جداً لمن أراد التفقه ليس في السنة فقط، بل وفي القرآن أيضاً، أن يعرف أسباب نزول الآيات، وأسباب ورود الأحاديث.

فقد ذكر علماء التفسير أن معرفة سبب نزول الآية يساعد الباحث على معرفة نصف معنى الآية، والنصف الثاني يؤخذ من علم اللغة، وما يتعلق بها من معرفة الشريعة.

ربط الحديث بسبب وروده مما يعين على فهمه

كذلك نقتبس من هذا فنقول: كثير من الأحاديث لا يمكن فهمها فهماً صحيحاً إلا مع ربطها بأسباب ورودها، منها هذا

الحديث، وهناك أحاديث كثيرة، أيضاً، لا يمكن أن تفهم فهماً صحيحاً إلا بربط الرواية مع سببها، فحينما فصل الحديث:

(إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله)عن سبب وروده؛ أعطى الإباحة العامة: (إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله)

فسواء كان الأجر مقابل التلاوة، أو كان مقابل تعليم القرآن، أو تفسير القرآن، وهكذا، فالحديث عام.

ولكننا إذا ربطناه بسبب الورود؛ تخصص هذا العموم للوارد، وهذا ما ذهب إليه جمهور العلماء، وبخاصة منهم علماء الحنفية، حينما فسروا هذا الحديث: (أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله) في الرقية، فأضافوا هذه الجملة (في الرقية) أخذاً لها منهم من سبب ورود الحديث.

وهذا الأخذ لا بد منه؛ لكي لا يصطدم التفسير –إذا كان من النوع الأول– بقواعد إسلامية عامة ذكرناها آنفاً من بعض الآيات وبعض الأحاديث، وهذا من القواعد الأصولية الفقهية: أنه إذا جاء نص، سواءً كان قرآناً أو كان سنة، فلا يجوز أن يؤخذ على عمومه إلا منظوراً إليه في حدود النصوص الأخرى، التي قد تقيد دلالته، أو تخصصه فهذه كقاعدة لا خلاف فيها عند علماء الفقه والحديث، بل علماء المسلمين جميعاً. **وإنما الخلاف ينشأ من سببين اثنين إما أنه لا يرد الحديث مطلقًا إلى بعضهم . أو أن يلجأ إليه مطلقًا دون السبب الذي يوضح معناه كما نحن فيّ هذه الحديث بالذات**

تعليم قرآن پر اجرت لينے كي نسبت تحريم سے جو سوال كيا گيا ہے ہم يہ چاہتے ہيں كہ تعليم قرآن كي وضاحت كريں كہ كيا يہ اس تحريم ميں داخل ہے يا تفسير قرآن اس ميں داخل ہے يا تعليم تجويد قرآن اس ميں داخل ہے ؟

الباني نے جواب ديا

ہر عبادت پر يہ جائز نہيں كہ اس پر اجرت لي جائے اور تمام عبادت يعني جو نص عام ميں داخل ہيں تمام عبادت اور وہ تمام جو دين ميں ہيں جسے اللہ تعالي كا قول ہے

ان كو كوئي حكم نہيں ديا گيا سوائے اس كے كہ اللہ كي عبادت دين كو خالص كر كے كريں اور اسي طرح اللہ تعالي كا قول ہے جو اپنے رب سے ملاقات كي اميد ركھتا ہو اس كو چاہيے عمل صالح كرے اور اس كي عبادت ميں كسي كو بھي شريك نہ كرے آيت سورہ كہف 110 - پہلي آيت صريح دلالت كرتي ہے اس موضوع پر كہ ان كو حكم نہيں ديا گيا سوائے اس كے كہ صرف اللہ كي عبادت كريں دين كو خالص كر كے اور جہاں تك دوسري آيت كا تعلق ہے تو وہ شرح و بيان چاہتي ہے جس كا ذكر علماء تفسير نے كيا ہے پس اللہ تعالي كا قول ہے جو اپنے رب سے ملاقات كي اميد ركھتا ہو اس كو عمل صالح كرنا چاہيے- كہتے ہيں عمل صالح وہ جو سنت سے موافقت ركھتا ہو يعني اگر سنت كے مخالف ہو گا تو يہ عمل صالح نہيں ہو گا اور ايسا كثير احاديث ميں آيا ہے جو نبي صلي اللہ عليہ وسلم سے مروي ہيں مثلا قول نبوي ہے مشہور و معروف ہے صحيحين ميں حديث عائشہ رضي اللہ عنہا ہے انہوں نے كہا رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمايا جس نے اس امر ميں نيا كام كيا جو اس ميں نہيں تو وہ رد ہے- اور احاديث ان معنوں پر معروف ہيں ان شاء اللہ پس اس كي ضرورت نہيں كہ اس كا ذكر طويل كيا جائے اور اللہ تعالي كا قول كہ اس كو عمل صالح كرنا چاہيے كہف 110 يعني سنت كے موافق اور اپنے رب كي عبادت ميں كسي كو شريك مت كرو كہف 110 يعني اس پر اللہ كے سوا كسي اور سے اجر طلب مت كرو اور احاديث جن ميں طاعات اور عبادات پر اخلاص نيت كا حكم ہے تو وہ بہت ہيں اور مشہور ہيں- پس يہ نص قراني ہے نص اول كي شرح كے ساتھ دونوں ہي نص عام ہيں كہ عبادت نہيں ہوتيں الا يہ كہ ان ميں دو شرطيں ہوں - پہلي شرط كہ يہ سنت كے مطابق ہوں اور دوسري شرط يہ خالصتا اللہ كے لئے ہوں

پس يہ تمام نصوص عام ہر عبادت ميں شامل ہيں - اور جہاں تك قرآن سے ان كي نسبت ہے تو اس ميں نصوص خاص ہيں جن ميں مشہور اور صحيح وہ ہيں جو قول نبوي ہے إس قرآن كو اپناؤ إس كو پڑھو قبل اس كے اقوام آئيں جو اس ميں جلدي كريں - اور يہ مسئلہ عام ہے اور وسيع ہے اور بہت ہے پس اس ميں فرق نہيں ہے جو فقط قرآن كي تلاوت كرتا ہے ، اس پر اجر ليتا ہے اور اس ميں جو قرآن كي تعليم ديتا ہے اور اجر ليتا ہے اور جو قرآن كي تفسير كر كے اس پر اجر ليتا ہے اور جو حديث كي تعليم پر اجر ليتا ہے اور جو امامت كرتا ہے اور اذان ديتا ہے اور مسجد كي خمت كرتا ہے يہ تمام عبادات ہيں ان پر جائز نہيں كسي مسلم كے لئے كہ اجر لے سوائے اس كے كہ اللہ سے لے- پس جب اس حقيقت كو جان گئے أور يہي حقيقت ہے اگر كہا جائے كہ بے

شک اس میں خلاف نہیں ہے--- پھر نہ کہا جائے کیونکہ بے شک میں نے ایک جز میں خلاف ذکر کیا ہے جو صرف قرآن کے حوالے سے ہے کہ بعض مذاھب جن کي آج اتباع کي جاتي ہے وہ کہتے ہيں یہ جائز ہے کہ قرآن پر اجرت لي جائے اور ان کے پاس اس پر صحیح دلیل ہے لیکن اس کي درایت صحیح نہیں ہے- تو بے شک یہ صحیح روایت ہے کیونکہ یہ صحیح بخاري میں ہے اور یہ درایتا صحیح نہیں یعني اس سے استدلال صحیح نہیں کہ اس سے دلیل لینے سے قطعي دلائل کے خاص و عام سے متناقض ہو جاتا ہے - بے شک یہ جائز نہیں ہے کہ عبادت پر اجر لیا جائے خاص کر قرآن کریم پر

یہ حدیث ہے جو نبي کا قول ہے بے شک تم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو تم نے کتاب اللہ پر لیا - یہ حدیث صحیح بخاري میں ہے جیسا ہم نے ذکر کیا اور ہم کہتے ہیں اس سے استدلال کرنا اس درایت پر اس کي صحت کے ساتھ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث مناسبت رکھتي ہے اس روایت سے جو ساتھ ہے جو صحیح بخاري میں ہے جیسا ہم نے کہا روایت ابو سعید الخدري سے کہ وہ ایک سریہ میں تھے ایک جماعت کے ساتھ اصحاب رسول کي پس ایک قبیلہ پر سے گزرے قبائل عرب میں سے ان کو طلب کیا کہ وہ ان کے پاس بطور مہمان پڑاو کریں - انہوں نے انکار کیا لہ?ذا اصحاب رسول ان سے دور اترے پس اللہ نے ایک بچھو کو امیر قبیلہ پر قدرت دي جس نے اس کو ڈس لیا- قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمي کو ان اصحاب رسول کي طرف بھیجا جن کي میزباني سے انکار کیا تھا انہوں نے کہا دیکھو ہو سکتا ہے تمہارے پاس کوئي چیزہو کیونکہ یہ ٹھہرے ہوئے تھے پس ان کا ایک سفیر اس امیر کي طرف سے آیا اور اصحاب رسول میں سے ایک پر بات پیش کي کہ وہ امیر کا علاج کر دے لیکن انہوں نے شرط لگائي بھیڑوں پر - ابھي مجھے یاد نہیں کہ دس تھیں یا سو- اور چونکہ یہ رئیس قبیلہ تھا یہ قبول ہوا ادھر ان اصحاب کے پاس کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ سورہ فاتحہ سے رقیہ کرتے ڈسنے کے مقام پر تھوکنے اور مسح کرنے کے بعد - بس جیسا تیز ہوشیار لوگ کرتے ہیں - ایسا حدیث میں کہا گیا ہے

پس انہوں نے اجرت لي اور نبي صلي اللہ علیہ وسلم کے پاس محتاط انداز میں آئے کہ ممکن ہے وہ اس سے فائدہ لینے کو جائز قرار نہ دیں - پس ہ نبي صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حدیث سابق میں ذکر ہوا کہ تم حق رکھتے تھے جو تم نے کتاب اللہ پر لیا - اس پر علماء کا اختلاف ہوا پس جمہور نے اس کي تفسیر سبب سے کي اور شافعیہ اس حدیث سے کو سبب سے مربوط نہیں کیا اور اس سے اخذ کیا ہے اور یہ وہ سبب ہے جو خلاف ہے تو ہر طالب علم کو اس کا علم ہونا چاہیے یہ بہت ضروري ہے جو سنت کے علاوہ بھي تفقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو بلکہ یہ قرآن میں بھي ہے کہ جب اپ اسباب نزول آیات کو جانتے ہیں اور اسي طرح حدیث کے وراد ہونے کو بھي- پس علمائے تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ آیات کے اسباب نزول کي معرفت اس کي معنوں کي معرفت حاصل کرنے کا آدھا کام جلد کرا دیتي ہے اور باقي علم لغت اور اس کے متعلقات سے شریعت کي معرفت ملتي ہے

بس اِس طرح اِس کو بیان کر دیا جاتا ہے - ہم کہتے ہیں: بہت سي احادیث کے صحیح مفہوم تک پہنچنا ممکن نہیں سوائے اس کے کہ اس کے معنوں سے ربط کیا جائے اور جس سلسلے میں یہ

وارد ہوئيں- اسي ميں سے يہ حديث ہے اور وہاں تو اور بہت احاديث ہيں ان کا فہم صحيح حاصل کرنا ممکن ہي نہيں جب تک سبب سے ان کو مربوط نہ کر ديا جائے - بس جب حديث تم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو تم نے کتاب الله پر ليا کو سبب سے ملايا جائے تو عام اباحت کا حکم ديتي ہے - يم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو کتاب الله پر ليا تو يہ برابر ہے کہ اجر تلاوت قرآن پر ہے يا تعليم قرآن پر يا تفسير پر اور اسي طرح حديث عام ہے - ليکن جب اس کو سبب سے مربوط کريں جس ميں يہ وارد ہوئي تو يہ اس کا عموم، وارد کي وجہ سے خاص ہو جاتا ہے اور اس طرف جمہور علماء گئے ہيں خاص کر علماء احناف کہ جب وہ اس حديث کي تفسير کرتے ہيں جو رقيہ پر ہے تو اس ميں اضافہ کرتے ہيں کہ تم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو کتاب الله پر ليا يہ رقيہ پر ہے تو يہ اخذ کرتے ہيں اس سے سبب جو اس حديث ميں وارد ہوا- اور يہ اخذ .... يہ نوع اول ميں ہے قواعد اسلاميہ کے عام قواعد ميں سے جن کا ہم نے ابھي ذکر کيا بعض آيات و احاديث سے اور اصول فقہ کے قواعد ہيں- کہ اگر نص آئے چاہے قرآن سے ہو يا سنت سے تو يہ جائز نہيں کہ اس کو عموم ليا جائے سوائے اس کے کہ يہ منظور ہو کسي دوسري نص کي حدود سے جو دليل پر قيد لگا رہي ہو يا مخصوص کر رہي ہو تو يہ قاعدہ ہے اس ميں علماء حديث و فقہ کا اختلاف نہيں ہے بلکہ يہ تمام علمائے اسلام کا اصول ہے اور اس کے خلاف جو پروان چڑھا تو اس کي دو وجوہات ہيں يا تو حديث کو مطلقا بعض کے لئے لي يا اس کو سبب سے الگ کر کے ليا گيا

البانی کے اس جواب سے ہماری بات کا اثبات ہوتا ہے کہ تعلیم قرآن پر یا دم پر یا عبادت پر اجرت جائز نہیں ہے

غور طلب ہے قرآن فرقہ پرستوں کے مطابق شفاء ہے جس کو دلیل ان کے نزدیک قرآن ہی کی یہ آیت سورہ الاسراء ٨٢ میں ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

أور هم نے اس قرآن میں نازل کی ہے شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت اور یہ ظالموں کے لئے کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی سوائے خسارے کے

روایت کے مطابق قبیلہ کا سردار کافر تھا یعنی شرک کا ظلم کرتا تھا تو آیت میں اگر شفاء سے مراد جسمانی شفاء ہے تو وہ روایت تو اس کے بر خلاف بیان کر رہی ہے جس میں سورہ فاتحہ کے دم سے سردار کو شفاء ملتی ہے – اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت جسمانی بیماریوں کے متعلق نہیں بلکہ اعتقادی مرض سے متعلق ہے جس کو قرآن فی قلوبھم مرض کہتا ہے-

خارجہ بن صلت کی دم والی روایت کیسی ہے؟

خارجہ بن صلت تمیمی رضی اللہ عنہ کے چچا سے مروی ہے : وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا ۔ پھر

آپ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹ گئے ۔ ان کا گذر ایک قوم کے پاس سے ہوا جن کے پاس ایک آدمی جنوں کی وجہ سے لوہے سے بندھا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ بتلایا گیا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی ﷺ) نے بھلائی لایاہے ۔ تو کیا آپ کے پاس کچھ ہے جس کے ذریعہ آپ اس کا علاج کرسکیں ؟ تو میں نے اس پرسورہ فاتحہ کے ذریعہ دم کردیا ۔ پس ٹھیک ہوگیاتو انہوں نے مجھے ایک سو بکریاں دی ۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی ۔ پس آپ نے کہا: کیا یہی تھا۔ مسدد نے کہا دوسری جگہ ہے : کیا اس کے علاوہ بھی پڑھا تھا؟ تو میں نے کہا : نہیں ، آپ نے فرمایا: اسے لے لو۔ میری عمر کی قسم ! جس نے باطل دم کے ذریعہ کھایا(اس کا بوجھ اور گناہ اس پر ہے)، تو نے تو صحیح دم کے ذریعہ کھایا(تم پر کوئی گناہ نہیں)۔

جواب

اس روایت میں خارجہ بن صلت کے چچا کا صحابی ہونا ثابت نہیں کیونکہ یہ واحد روایت ہے جس سے اس کے بارے میں پتا چلا کہ خارجہ کا چچا صحابی تھا علم حدیث کا اصول ہے کہ صحابی مجھول الاسم نہیں ہونا چاہئے اور معروف ہونا چاہیے
بہت سے لوگوں کی روایات اس بنیاد پر مرسل قرار دی گئیں ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ کو دیکھا کچھ سنا نہیں

آپ نے خارجہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے یعنی آپ نے اس کو صحابی کر دیا
ابو نعیم معرفہ الصحابہ میں کہتے ہیں
خَارِجَةُ بْنُ الصَّلْتِ عِدَادُهُ فِي الْكُوفِيِّينَ زَعَمَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرَهُ , حَدِيثُهُ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ
خارجہ بن صلت کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے بعض متاخرین کا دعوی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا لیکن دیکھا نہیں اور اس کی حدیث شعبی سے ہے - یعنی یہ صحابی کب سے ہو گئے بہت سے بہت تابعی ہیں - لہذا یہ منقطع السند روایت ہے- لائق دلیل نہیں ہے

کیا زعفران سے برتن پر قرآنی آیات لکھ کر پینا صحیح ہے؟

جواب

یہ بدعت ہے

لیکن بعض علماء ایسا کرتے تھے مثلا امام ابن تیمیہ کتاب إيضاح الدلالة في عموم الرسالة میں لکھتے ہیں

فصل

ويجوز ان يكتب للمصاب وغيره من المرضى شيئا من كتاب الله وذكره بالمداد المباح ويغسل ويسقى كما نص على ذلك احمد وغيره قال عبد الله بن احمد قرأت على أبي ثنا يعلى بن عبيد ثنا سفيان عن محمد ابن أبي ليلى عن الحكم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال اذا عسر على المرأة ولادتها فليكتب بسم الله لااله الاالله الحليم الكريم سبحان رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين)كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية او ضحاها كأنهم يوم يرون مايوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار

خاتمة الرسالة ٥٣

بلاغ فهل يهلك الاالقوم الفاسقون)ه قال أبي ثنا أسود بن عامر باسناده بمعناه وقال يكتب فى اناء نظيف فيسق قال أبي وزاد فيه وكيع فتسق وينضح ما دون سرتها قال عبد الله رأيت أبي يكتب للمرأة فى جام أو شيء نظيف : وقال ابو عمر ومحمد بن احمد ابن حمدان الحيرى انا الحسن بن سفيان النسوى حدثنى عبد الله بن احمد بن شبويه ثنا على ابن الحسن بن شقيق ثنا عبد الله بن المبارك عن سفيان عن ابن أبي ليلى عن الحكم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال اذا عسر على المرأة ولادها فليكتب بسم الله لا اله الا الله العلي العظيم لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله وتعالى رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا الا عشية أو ضحاها كأنهم يوم يرون مايوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك الاالقوم الفاسقون قال على يكتب فى كاغدة فيعلق على عضد المرأة قال على وقد جربناه فلم نر شيئا أعجب منه فاذا وضعت تحله سريعا ثم تجعله فى خرقة أو تحرقه . آخر كلام شيخ الاسلام ابن تيمية قدس الله روحه ونور ضريحه رضى الله عنه :

ايضاح الدلالة

في عموم الرسالة

للامام العلامة شيخ الاسلام الشيخ تقى الدين
أبي العباس ابن تيمية المتوفى
سنة ٧٢٨ هجرية

مكتبة الرياض الحديثة
البطحاء — الرياض

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل – قال أبي : حدثنا أسود بن عامر بإسناده بمعناه وقال يكتب في إناء نظيف

فيسقى ... قال عبد الله رأيت أبي يكتب للمرأة في حام أو شئ نظيف

عبد الله بن احمد کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ہم سے اسود نے روایت کیا.... اور کہا اور وہ صاف برتن پر لکھتے اور پھر پیتے عبد الله کہتے ہیں میرے باپ بارک چیز یا صاف چیز پر لکھتے

ابن تیمیہ اس کی تائید میں کہتے ہیں

يجوز أن يكتب للمصاب وغيره شئ من كتاب الله وذكره بالمداد المباح - ويسقى

اور یہ جائز ہے کہ مصیبت زدہ کے لئے کتاب الله اور ذکر کو مباح روشنائی سے لکھے اور پی لے

اس کو ابن قیم نے بھی کتاب زاد المعاد میں جائز کہا ہے

بن باز فتوی میں کہتے ہیں[3]

اور جہاں تک کاغذ یا تختی یا پلیٹ پر قرآنی آیات یا مکمل سورت لکھنے، اور پھر اس کو زعفران یا پانی سے دھو کر برکت، یا علم سے استفادہ یا آمدنی کے وسائل کی فراوانی، یا صحت وعافیت وغیرہ کی امید اس دھلے پانی کو پینے کا سوال ہے، تو اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اس طرح اپنے لئے یا کسی اور کے لئے کیا ہو، اور نہ آپ نے اپنے صحابہ میں کسی کو اس طرح کرنے کی اجازت دی ہے، اور نہ آپ نے اپنی امت کو اس میں چھوٹ دی ہے، جب کہ اس طرح کئے جانے کے بہت سے اسباب موجود تھے، نیز ہمارے علم کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنھم سے منقول صحیح اقوال میں کسی سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اس طرح کیا ہے اور کسی کو اس کی چھوٹ دی ہے، اس مذکورہ تفصیل کی روشنی میں اس کام کو چھوڑنا ہی بہتر ہے
ہمارے نزدیک بن باز کی بات درست ہے کہ یہ بدعت ہے اور اس میں امام احمد اور ابن تیمیہ مبتلا رہے ہیں

---

[3] http://aliftaweb.org/Urdo/Pages/PermanentCommittee.aspx?languagename=ur&View=Page&PageID=130&PageNo=1&BookID=3

قرآن صرف دل کی شفا نہیں ہے جسم کی بھی ہے

اگر قرآن دل کے لئے شفا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین سے دم کیوں کیا؟

السلام علیکم
اگر قرآن صرف دل کی بیماریوں یعنی شرک منافقت بغض حسد کیلیے شفا ہے جیسا کا مالک کا فرمان ہے

یایھا الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمة للمومنین
لیکن نبی ص.ع نے ہمیں بخار کیلیے موذتین پڑھنے کا کہا تو اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن جسمانی بیماریوں کیلیے بھی شفا ہے ؟؟
اور مسلم.کی حدیث میں ہے کہ.جس گھر میں سورت البقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں شیطان نہیں آتا
اس بات کو وضاحت سے سمجھا دیجیے جزاک اللہ

جواب

جو قرآن کو جسمانی بیماریوں کے لئے شفا قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اس کی ایک ایک آیت سے فلاں فلاں بیماری میں شفا لی جا سکتی ہے – وہ اس سے تعویذ بناتے ہیں جو شرک ہے – وہ اس کو برتن پر لکھ کر پیتے ہیں جو بدعت ہے
دم کرنا حدیث سے ثابت ہے اور یہ دعا ہے
صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتِهِ)
4439.
حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ...
صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب: نبی کریم کی بیماری اور آپ کی وفات)
4439.
مجھ سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا ، کہاہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی ، انہیں

یونس نے خبر دی ، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورة فلق اور سورة الناس) پڑھ کردم کر لیا کرتے تھے ا وراپنے جسم پراپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے ، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معو ذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرا کر تی تھی ۔...

قرآن کی متعدد آیات میں سے صرف انہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کیا ہے
معوذتین میں اللہ سے پناہ مانگی گئی ہے جس میں بعض چیزیں جسم پر اثر کرتی ہیں مثلا نظر بد – اور جادو اور حسد اور وسوسہ اندازی سے ڈپریشن ہوتا ہے
لہذا ہم بھی ان سے دم کریں گے لیکن بس انہی سے کسی اور سورت سے نہیں

سورہ بقرہ سے شیطان کا بھاگنا اس کے دلائل ہیں کہ ان کی وجہ سے شیطانی شبہات کا خاتمہ ہوتا ہے – سورہ بقرہ میں یہود و نصرانی کے خلاف دلائل دیے گئے ہیں اور پھر احکام کی فہرست ہے پھر بنی اسرائیل کے قصے اور پھر آخر میں آیت الکرسی ہے پھر احکام ہیں پھر آخر میں اللہ کی حمد ہے
اس میں جسم کا کوئی ذکر نہیں ہے

معوذتین کی خبر کا ملنا ایک بات ہے اور پھر اس میں
OVER-STRETCHING
کر کے اس سے اپنا مطلب کشید کرنا صحیح نہیں

یعنی ہمیں جنتا علم ہوا ہم اتنا ہی کریں گے اس عمل کو خاص معوذتین کے لیے مانتے ہوئے

سورت اخلاص بھی دم میں ہے؟

جواب

المعوذات سے مراد الفلق والناس ہے-بعض روایات میں سورہ اخلاص کو بھی ان میں ملا دیا گیا ہے جبکہ سورہ اخلاص میں تعوذ یا اللہ کی پناہ سرے سے ہے ہی نہیں - ان کے نزدیک اس کی دلیل صحیح بخاری کی بعض احادیث ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: «فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ» قَالَ يُونُسُ: كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ

وہ ہتھیلی پر پھونک مارتے قل ھو اللہ احد اور مُعَوِّذَتَيْنِ پڑھ کر

مزید اسناد ہیں
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا المُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ " , (خ) 5017

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا المُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: " أَنَّ – النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ": "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ" , (ت) 3402 [قال الألباني]: صحيح

صحیح بخاری کی وہ روایت ۵۰۱۷ جس میں سورہ الخلاص سے دم کا ذکر ہے وہ شاذ ہے
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا المُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ "

اس میں مفضل بن فضالة بن عبيد الرعيني- ابن سعد کے مطابق منکر الحدیث ہے
أبي محمد ابن الجارود اور الاکمال میں ہے
وذكره البلخي وأبو العرب في «جملة الضعفاء
اس کا شمار ضعیف راویوں میں تھا
یہی راوی مسند احمد، صحیح بخاری اور سنن ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ الْأَيْلِيُّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، - عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، وَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ " (حم) 24853

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، - يَعْنِيَانِ ابْنَ - فَضَالَةَ - عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، وَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ: يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ " , (د) 5056 [قال الألباني]: صحيح

أَخْبَرَنَا ابْنُ قُتَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنِ ابْنِ - شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، وَقَرَأَ فِيهِمَا بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَسْمَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" (رقم طبعة با وزير: 5519) , (حب) 5544 [قال الألباني]: صحيح: خ.

بعض اسناد میں مفضل نہیں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَا: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ - عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ" , (جة) 3875 [قال الألباني]: صحيح

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ - بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ جَمَعَ يَدَيْهِ، فَيَنْفُثُ

فِيهِمَا، ثُمَّ يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَسَائِرَ جَسَدِهِ، قَالَ عُقَيْلٌ: وَرَأَيْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَفْعَلُ ذَلِك. (حم) 25208

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ جَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَسَائِرَ جَسَدِهِ" قَالَ عَقِيلٌ: وَرَأَيْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ (رقم طبعة با وزير: 5518) , (حب) 5543 [قال الألباني]: صحيح - "الصحيحة" (3104): خ.

ان اوپر والی روایات میں سورہ اخلاص پڑھنے کا بھی ذکر ہے- دوسری طرف بعض اوقات انہی راویوں نے صرف مُعَوِّذَتَيْنِ پڑھنے کا بھی ذکر کیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَا: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ»
سنن ابن ماجه

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ فِيهِمَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ»
مصنف ابن ابی شیبہ

تقابل کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ سورہ اخلاص کو شامل کرنے کی غلطی عقيل بن خالد بن عقيل الأيلى أبو خالد الأموى اور يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ نے کی ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: ذكرنا عد يحيى بن سعيد حديثًا من حديث عقيل، فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله عقيل، وإبراهيم بن سعد!! عقيل، وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما، قال أبي: وأي شيء ينفعه من ذا، هؤلاء ثقات لم يخبرهما يحيى. «العلل» (282 و2475 و3422) .

یحیی بن سعید کے نزدیک عقیل بن خالد بن عقیل ضعیف ہے

وقال المروذي: قال سئل (يعني أبا عبد الله أحمد بن حنبل) عن عقيل، ويونس، فقال: عقيل، وذاك أن يونس ربما رفع الشيء من رأي الزهري، يصيره عن ابن المسيب، وقال: قد روى يونس، عن عقيل. (44) «سؤلاته»
يُوْنُسُ بنُ يَزِيْدَ بعض اوقات امام زہری کی رائے کو ابن مسیب سے بیان کر دیتے تھے

اور

قال الاثرم: ضعف أحمد أمر يونس
احمد : یونس کے امر کو ضعیف کہتے

ابن سعد کا کہنا ہے ابن سعد في قوله: ليس بحجة
یہ ناقابل حجت راوی ہے

وقال الميموني: سئل أحمد: من أثبت الناس في الزهري؟ قال: معمر. قيل فيونس؟ قال: روى أحاديث منكرة.
الميموني نے احمد سے سوال کیا زہری کے لئے کون سب سے ثابت ہے ؟ کہا معمر - پوچھا یونس؟ کہا یہ منکر احادیث بیان کرتا ہے

یعنی باوجود یہ کہ یونس اور عقیل کو محدثین نے ثقہ بھی کہا ہے ان سے احادیث میں غلطی ہوئی ہے اور بعض نے ان کو نا قابل حجت قرار دیا ہے
میرے نزدیک قل ھو اللہ احد کو معوذتین سے ملانے میں ان دو کا تفرد ہے اور ان علتوں کی بنا پر میرے نزدیک اس روایت کے متن میں غلطی ہوئی ہے - یہ صحیح نہیں معلول ہے

صحیح یہ ہے کہ صرف معوذتین پڑھی جاتی تھیں اس سے دم کیا گیا اس پر کثرت سے احادیث ہیں

سوال: امام احمد اور ابو دائود نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

ان الرقي والتمائم والتولة شرك ("جھاڑ پھونک ، تعویذ اور تولہ شرک ہیں)

-(سنن ابی دائود کتاب الطب باب فی تعلیق التمائم ج ؛ 3883۔مسند احمد 381/1) [السلسلة الصحيحة (۶۴۹/۱، ۶۵۰)

میرا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ اس روایت میں الرقي سے مراد ہر طرح کا دم ہے

حدیث سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ دم (یعنی جھاڑ پھونک وغیرہ) بھی جائز نہیں -احادیث جن میں نبی کریم صل اللہ علیہ و آ له وسلم نے خود پر دم کیا یا کسی اور بیمار پر دم کیا وہ روایات درایت کی رو سے کمزور معلوم ہوتی ہیں

جواب

دم کا شمار دعا میں ہوتا ہے جس کو جسم سے ایک طرح جوڑا جاتا ہے کہ ہاتھ پھیرا جاتا ہے
اور اس پر لا تعداد احادیث ہیں ایک دو نہیں ہیں اور متعدد اصحاب رسول سے مروی ہیں
قرآن سے دم میں صرف معوذتین کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دم کیا
دم جب دعا ہے تو اس میں یہود (غیر مسلم) سے بھی دم کرایا جا سکتا ہے اگر اس میں شرک نہ ہو

دم کا حکم موطا میں بھی موجود ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: حدثنا مالك بن أنس، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ قَالَ: دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم بِابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا: مَا لِي أَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ؟ فَقَالَتْ: حَاضِنَتُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ، وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَّا لا نَدْرِي مَا يُوَافِقُكَ .مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: اسْتَرْقُوا لَهُمَا، فَإِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَيْءٌ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ

موطا میں ہے
وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَى «عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِي وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ «ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللَّهِ
ابو بکر صدیق داخل ہوئے اور ایک یہودیہ عورت ، عائشہ رضی اللہ عنہا پر دم کر رہی تھیں تو ابو بکر نے کہا اس پر کتاب اللہ سے دم کرنا

اس کی سند منقطع ہے وهذا إسناد منقطع: عمرة لم تسمع أبا بكر راویہ عمرہ کا سماع ابو بکر رضی اللہ عنہ نہیں ہے -البتہ اس روایت سے دلیل لی گئی ہے امام محمد کا کہنا ہے
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهِيَ «تَشْتَكِي، وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا، فَقَالَ: «ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللَّهِ .
قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لا بَأْسَ بِالرُّقَى بِمَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ، وَمَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ، فَأَمَّا مَا كَانَ لا يُعْرَفُ مِنْ كَلامٍ، فَلا يَنْبَغِي أَنْ يُرْقَى بِهِ
ہم اسی روایت کو لیتے ہیں کہ قرآن سے دم کرنے میں برائی نہیں ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو جہاں تک وہ کلام ہے جو جانا نہیں جاتا اس سے دم نہیں کرنا چاہیے

صحیح بخاری میں متعدد ابواب و احادیث میں دم کا ذکر ہے تین طرح کی روایات میں ہے

ایک سردار والا واقعہ ہے جس میں سورہ فاتحہ سے دم کیا گیا یہ بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ،
بَابُ الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ اور بَابُ رُقْيَةِ الحَيَّةِ وَالعَقْرَبِ میں آیا ہے - یہ واقعہ خاص تھا عام نہیں تھا

اس کے علاوہ حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى» وَكَانَ عِنْدَ آلِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رُقْيَةٌ يَرْقُونَ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ، قَالَ: فَأَتَوَا النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ، وَقَالُوا: إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، فَقَالَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ «أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منتر پڑھنے اور پھونکنے سے منع فرما دیا توعمرو ابن حزم کے خاندان کے لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! ہمارے پاس ایک منتر ہے جس کو ہم بچھو کے کاٹے پر پڑھا کرتے تھے اب آپ نے دم سے منع کیا ہے اس کے بعد انہوں نے دم کو پڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس دم میں کوئی حرج نہیں دیکھتا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کونفع پہنچا سکے تو وہ ضرور نفع پہنچائے

دوم : ایک روایت ہے کہ نظر لگنا حق ہے اس میں دم کرو - یہ بَابٌ: العَيْنُ حَقٌّ اور بَابُ رُقْيَةِ العَيْنِ میں ہے

سوم سوره فلق اور الناس سے دم کرنے کا ذکر یہ باب بَابُ الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ میں آئی ہے

علل کی کتب میں دم کے حوالے سے صرف ایک حدیث پر محدثین کا کلام ہے یعنی یہ درایت کے حوالے سے صحیح ہیں – درایت کا مطلب علل حدیث ہے اس صنف میں متن و سند دونوں اس میں اتے ہیں

مصنف ابن أبي شيبه مين ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: «مَنْ عَلَّقَ التَّمَائِمَ وَعَقَدَ الرُّقَى فَهُوَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ الشِّرْكِ

ابن ابی لیلی نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جس نے تعویذ لٹکایا یا دم کو باندھا اس نے شرک کا ایک حصہ کیا

اس کی سند اگرچہ منقطع ہے لیکن میرے نزدیک یہ ان الرقي والتمائم والتولة شرك کی شرح ہے کہ اصل میں لٹکانا منع ہے

لب لباب ہے کہ دم کیا جا سکتا ہے

جادو اور معوذتین کا نزول

کیا معوذتین کا نزول اس بنا پر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا ؟

جواب

کسی صحیح سند روایت میں معوذتین کے نزول کو جادو والی روایت سے نہیں جوڑا گیا –

مشکل الاثار از طحاوی میں ہے

وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَاشْتَكَى، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، وَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، وَالسِّحْرُ فِي بِئْرِ فُلَانٍ، فَأَرْسَلَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجَاءَ بِهِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَحِلَّ الْعُقَدَ، وَيَقْرَأَ آيَةً، فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَيَحِلُّ، حَتَّى قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ الْيَهُودِيِّ شَيْئًا مِمَّا صَنَعَ، وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ " [ص:181] فَفِي هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى بَقَاءِ عَمَلِ السِّحْرِ إِلَى الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا فِي هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ، وَإِذَا جَازَ بَقَاؤُهُ إِلَى ذَلِكَ الزَّمَانِ، جَازَ بَقَاؤُهُ بَعْدَ ذَلِكَ

تخريج

أخرجه ابن أبي شيبة في "مسنده" (513) وفي "مصنفه" (8/ 29 - 30) وأحمد (4/ 367) عن أبي معاوية به وأخرجه الطبراني في "الكبير" (5016) عن عبيد بن غنام الكوفي ثنا ابن أبي شيبة به - وأخرجه عبد بن حميد (271) والنسائي (7/ 103) وفي "الكبرى" (3543) والطحاوي في "المشكل" (5935) والطبراني في "الكبير" (5013) من طرق عن أبي معاوية به - وعند عبد بن حميد والطحاوي "فأتاه جبريل فنزل عليه بالمعوذتين فأمره أن يحل العقد وتقرأ آية، فجعل يقرأ ويحل"

اس کی سند اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے

اس متن کو اعمش نے ثمامة بن عقبة المحلمي الكوفي سے بھی روایت کیا ہے

ورواه سفيان الثوري كما عند ابن سعد (ج 2 قسم 2 ص 6)، وشيبان بن عبد الرحمن عند يعقوب الفسوي في "المعرفة والتاريخ" (ج 3 ص 289)، وجرير بن عبد الحميد عند الطبراني في "الكبير" (ج 5 ص 201)، كل هؤلاء الثلاثة يروونه عن الأعمش، عن ثمامة، عن زيد بن أرقم.

ان تمام سندوں میں اعمش کا عنعنہ ہے

دلائل النبوہ از بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُقْرِئُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُهُ، يُقَالُ لَهُ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ، وَكَانَ تُعْجِبُهُ خِدْمَتُهُ، فَلَمْ تَزَلْ بِهِ يَهُودُ حَتَّى سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذُوبُ وَلَا يَدْرِي مَا وَجَعُهُ، فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ نَائِمٌ إِذْ أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ: مَا وَجَعُهُ؟ [ص:93] قَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ مَطْبُوبٌ. قَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ , قَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ: بِمَ طَبَّهُ؟ قَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ: بِمُشْطٍ وَمِيشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ بِذِي ذَرْوَانَ، وَهِيَ تَحْتَ رَاعُوفَةِ الْبِئْرِ فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا عَائِشَةَ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْبَأَنِي بِوَجَعِي» ؟ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَدَا مَعَهُ أَصْحَابُهُ إِلَى الْبِئْرِ، فَإِذَا مَاؤُهَا كَأَنَّهُ نُقُوعِ الْحِنَّاءِ، وَإِذَا نَخْلُهَا - الَّذِي يَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا - قَدِ الْتَوَى سَعَفُهُ كَأَنَّهُ رُءُوسِ الشَّيَاطِينِ [ص:94] قَالَ: فَنَزَلَ رَجُلٌ فَاسْتَخْرَجَ جُفَّ طَلْعَةٍ مِنْ تَحْتِ الرَّاعُوفَةِ، فَإِذَا فِيهَا مِشْطُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مُرَاطَةِ رَأْسِهِ، وَإِذَا تِمْثَالٌ مِنْ شَمْعٍ تِمْثَالُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذَا فِيهَا إِبَرٌ مَغْرُوزَةٌ، وَإِذَا وَتَرٌ فِيهِ إِحْدَى عَشَرَةَ عُقْدَةً , فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} [الفلق: 1] وَحَلَّ عُقْدَةً، {مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ} [الفلق: 2] ، وَحَلَّ عُقْدَةً، حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} [الناس: 1] وَحَلَّ عُقْدَةً، حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، وَحَلَّ الْعُقَدَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَا يَنْزِعُ إِبْرَةً إِلَّا وَجَدَ لَهَا أَلَمًا، ثُمَّ يَجِدُ بَعْدَ ذَلِكَ رَاحَةً. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ قَتَلْتَ الْيَهُودِيَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ عَافَانِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ , وَمَا وَرَاءَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ أَشَدُّ» قَالَ: فَأَخْرَجَهُ. قَدْ رُوِّينَا فِي هَذَا، عَنِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِبَعْضِ مَعْنَاهُ , وَرُوِّينَاهُ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فِي أَبْوَابِ دَعَوَاتِهِ دُونَ ذِكْرِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

اس میں سَلَمَةُ بْنُ حَيَّانَ مجہول ہے اور محمد بن عبيد الله العرزمي متروك ہے

دلائل بیہقی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بعد ابن عباس کی روایت ہے

.قد روينا في هذا عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس ببعض معناه اهـ

اس کی سند میں کلبی کذاب ہے

ابن سعد 2/ 198 میں ہے

:أخبرنا عمر بن حفص عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس قال

مرض رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وأخذ عن النساء وعن الطعام والشراب، فهبط عليه ملكان وهو بين النائم واليقظان، فجلس أحدهما عند رأسه والآخر عند رجليه، ثم قال أحدهما لصاحبه: ما شكوه؟ قال: طب! يعني سحر. قال: ومن فعله؟ قال: لبيد بن أعصم اليهودي! قال: ففي أي شيء جعله؟ قال: في طلعة، قال: فأين وضعها؟ قال: في بئر ذروان تحت صخرة، قال: فما شفاؤه؟ قال: تنزح البئر وترفع الصخرة وتستخرج الطلعة. وارتفع الملكان، فبعث نبي الله - صلى الله عليه وسلم - إلى على رضي الله عنه وعمار، فأمرهما أن يأتيا الركيّ فيفعلا الذي سمع، فأتياها وماؤها كأنه قد خضب بالحناء فنزحاها ثم رفعا الصخرة فأخرجا طلعة، فإذا بها إحدى عشرة عقدة، ونزلت هاتان السورتان: {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ}، و {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ}، فجعل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كلما قرأ آية انحلت عقدة، حتى انحلت العقد، وانتشر نبي الله - صلى الله عليه وسلم - للنساء والطعام .والشراب

اس کی سند میں جويبر ہے جو ضعیف ہے

ایک روایت عمل اليوم والليلة میں ابن السنی میں ہے

أَخْبَرَنِي أَبُو عَرُوبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَا: ثنا أَبُو بَحْرٍ الْبَكْرَاوِيُّ، ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، ثنا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَوْ جَابِرٍ - شَكَّ دَاوُدُ - قَالَ: اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، وَاللَّهُ يَشْفِيكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ أَوْ عَيْنٍ، وَاللَّهُ يَشْفِيكَ

ابو سعید یا جابر کہتے ہیں (راوی داود کو شک تھا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف محسوس ہوئی تو جبریل آئے کہا میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں اللہ آپ کو شفا دے ہر موذی چیز سے اور ہر نظر بد اور سحر سے بچائے - اللہ آپ کو شفا دے

اس کی سند میں ابو نَضْرَةَ المنذر بن مالك بن قطعة العبدى ارسال کرتا ہے آخری عمر میں مختلط تھا اور اسکی ہر روایت نہیں لی جا سکتی

ہاں موجود نہیں ہے کہ یہ نزول جبریل علیہ السلام عین اس لبید والے سحر کے واقعہ پر ہوا

جنوں سے بچنے کا تعویذ

جواب

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا

یا رسول اللہ میں اپنے بستر پر سوتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز اور شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ سنتا ہوں۔ جب میں گھبرا کر سر اٹھاتا ہوں تو مجھے ایک تاریک سایہ نظر آتا ہے جو بلند ہو کر میرے صحن میں پھیل جاتا ہے۔ میں اسے چھوتا ہوں تو اس کی جلد خارپشت (سیہی) کی طرح معلوم ہوتی ہے اور وہ میری طرف آگ کے شعلے پھینکتا ہے۔ لگتا ہے کہ وہ مجھے بھی جلادے گا اور میرے گھر کو بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے گھر میں رہنے والا جن بہت برا ہے، وگرنہ رب کعبہ کی قسم کیا تیرے جیسے شخص کو بھی تکلیف دی جاتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات منگوا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ عبارت لکھوائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اِلٰی مَنْ طَرَقَ الْبَابَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزَّوَّارِ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْحَقِّ سَعَۃً فَاِنْ تکُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ زَاعِمًا حَقًّا اَوْ مُبْطِلًا، ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ اتْرُکُوْا صَاحِبَ کِتَابِیْ ھٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰی عَبَدَۃِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰی مَنْ یَزْعُمُ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ ((حٰمٓ)) لَا تُنْصَرُوْنَ، حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰہِ وَبَلَغَتْ حُجَّۃُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اس کے بعد ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسے لپیٹ کر اپنے گھر لایا اور سر کے نیچے رکھ کر رات کو سو گیا اور میں ایک چیخنے والے کی چیخ سے بیدار ہوا، کوئی کہہ رہا تھا اے ابودجانہ لات و عزیٰ کی قسم ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا، تمھیں تمھارے نبی کی قسم نامہ مبارک یہاں سے اٹھالو، ہم تیرے گھر میں آئندہ نہیں آئیں گے۔ ایک روایت میں ہے ہم نہ تمھیں ایذا دیں گے، نہ تمھارے پڑوسیوں کو اور نہ اس جگہ والوں کو جہاں یہ خط مبارک ہوا۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا مجھے میرے رسول کے اس حق کی قسم، جو اللہ نے مجھ پر واجب کیا ہے میں اس کو یہاں سے نہیں اٹھائوں گا جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ نہ کرلوں۔ سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنات کے چیخنے، رونے اور بلبلانے سے وہ رات میرے لیے بہت طویل ہوگئی۔ صبح کی نماز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور جنات کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو دجانہ تم وہ

نامۂ مبارک جنات سے اٹھا لو اور اس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان جنات کو قیامت تک عذاب کی تکلیف ہوتی رہے گی۔

[لقط المرجان فی أحکام الجان للسیوطی مترجم (ص ۲۲۹ تا ۲۳۱)]

(۱) "أخرج البیهقی عن أبی دجانة رضی الله تعالیٰ عنه قال: شکوت إلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقلت: یا رسول الله! بینا أنا مضطجع فی فراشی، إذ سمعت فی داری صریراً کصریر الرحیٰ، ودویاً کدوی النحل، ولمعاً کلمع البرق، فرفعت رأسی فزعاً مرعوباً فإذا أنا بظل أسود مُدّ لی یعلو ویطول فی صحن داری، فأهویت إلیه، فمسست جلده فإذا جلده کجلد القنفذ، فرمی فی وجهی مثل شرر النار، فظننت أنه قد أحرقنی.

فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "عامر دار سوء یا أبا دجانة!". ثم قال: "ایتونی بدوات وقرطاس". فأتِیَ بهما، فناوله علی بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنه، وقال: "أکتب: بسم الله الرحمن الرحیم، هذا کتاب من محمد رسول الله رب العالمین، أما بعد! فإن لنا و لکم فی الحق سعةً، فإن تک عاشقاً مولعاً أو فاجراً مقتحماً أو راعیاً حقاً مبطلاً، هذا کتاب الله ینطق علینا و علیکم بالحق...... اهـ".

قال أبو دجانة رضی الله تعالیٰ عنه: فحملتُه إلی داری، وجعلته تحت رأسی وبت لیلتی، فما انتبهت إلا من صراخ صارخ یقول: یا أبا دجانة! أحرقتنا، واللات والعزی الکلمات، فبحق صاحبه، لما رفعت عنا هذا الکتاب، فلا عود لنا فی دارک و لا فی جوارک. فغدوت فصلیت الصبح مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، وأخبرته بما سمعتُ من الجن، فقال: "یا أبا دجانة! ارفع عن القوم، فوالذی بعثنی بالحق! إنهم لیجدون ألم العذاب إلی یوم القیامة". (الخصائص الکبری للسیوطی: ۱۲۶/۲، باب فیه ذکر حرز الجن المعروف بحرز أبی دجانة اهـ، حقانیه پشاور)

ابن جوزی کا قول ہے

هٰذَا حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ بِلَا شَکٍّ وَاِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ وَلَیْسَ فِی الصَّحَابَةِ مَنِ اسْمُهُ مُوْسٰی اَصْلًا وَاَکْثَرُ رِجَالِهِ مَجَاهِیْلُ لَا یُعْرَفُوْنَ

یہ روایت بلاشک و شبہ من گھڑت ہے اور اس کی سند بھی منقطع ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیهم اجمعین میں اصلاً موسیٰ نام کا کوئی شخص نہیں، پھر روایت کے اکثر راوی مجہول و غیر معروف ہیں۔

امام بیہقی لکھتے ہیں

وَقَدْ رُوِیَ فِیْ حِرْزِ اَبِیْ دُجَانَۃَ حَدِیْثٌ طَوِیْلٌ وَھُوَ مَوْضُوْعٌ لَا تَحِلُّ رِوَایَتُہٗ

ابو دجانہ کی جنات سے بچائو کے متعلق بیان کردہ طویل روایت من گھڑت ہے، اس کی روایت درست نہیں

دم اور احادیث میں اختلاف

ابن مسعود سے مروی دم کی ممانعت والی حدیث اس کی جواز والی صحیحین کی احادیث سے متصادم ہے

سوال حدیث میں ہے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: عرضت علی الأمم بالموسم، فرأیت أمتی، فأعجبتنی کثرتھم وھیئتھم قد ملؤُوا السھل والجبل، فقال: یا مُحمّدُ! أرضیت؟ قلت: نعم، أي رب! قال: ومع ھؤلاء سبعون ألفا یدخلون الجنّۃ بغیر حساب، الّذین لا یسترقون، ولا یکتوُون، ولا یتطیّرون، وعلی ربھم یتوکلون۔ فقال عکّاشۃ: ادع اللہ أن یجعلنی منھم، فقال: اللھم اجعلہ منھم، ثم قال رجل آخر: ادع اللہ أن یجعلنی منھم، قال: سبقک بھا عکّاشۃ۔ (صحیح ابن حبّان، حدیث نمبر: 6084، و مسند احمد 403 و 454، درجہ: صحیح)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”زمانۂ حج میں میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں، میں نے اپنی امّت کو دیکھا تو مجھے ان کی کثرت اور حالت و کیفیت نے خوش کر دیا۔ انھوں نے (اپنی کثرت سے) ہموار زمین اور پہاڑ بھر دیے تھے، اللہ تعالی نے پوچھا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ خوش ہو گئے؟ میں نے کہا جی ہاں- میرے رب۔ نے فرمایا: اِن کے ساتھ ستر ہزار وہ لوگ بھی ہوں گے جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں۔ صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت عُکّاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولﷺ، دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اِن میں سے کر دے، آپﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ عُکّاشہ کو ان میں سے کر دے۔ پھر ایک اور شخص نے کہا: اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپﷺ نے فرمایا: اس بارے میں عُکّاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں تو یہ واضح ہے کہ دم (یعنی جھاڑ پھونک بدشگونی سے بچنے والے) نبی ﷺکے فرمان کے مطابق بغیر حساب کے جنّت میں جائیں گے – جب کہ آپ کی بیان کردہ روایات سے پتا چلتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ، عائشہ رضی اللہ عنھما، اور دیگر اصحاب اور رسول اللہ ﷺ بذات خود مُعَوِّذَاتِ کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور پھونکتے اور مرض وفات میں یہی کام عائشہ رضی اللہ عنھما نے کیا کہ برکت کی امید پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر دم کرتیں- کیا یہ جید ہستیاں اس بات کی خواہش نہیں رکھتی تھیں کہ حضرت عُکّاشہ رضی اللہ عنہ کی طرح اس ۷۰ ہزار کے گروہ میں شامل ہو کر بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں جس کی خوش خبری خود نبی کریم ﷺ نے دی ؟؟

جواب

اپ کی پیش کردہ حدیث کے مطابق (دوسروں سے) دم نہیں کرانا چاہیے دوسری طرف سنت سے دم کرنا معلوم ہے تو یہ ظاہر تضاد ہے
اپ غور کریں دم نہیں کراتے اور دم نہیں کرتے میں فرق ہے

اس پر ایک قول ہے - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين از مؤلف: محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي میں ہے

وقد اختلف العلماء في هذا المقام مع ورود السنة فعلاً وإذناً بجواز الرقية والاسترقاء. والذي رجحه المصنف والقرطبي وغيرهما من ذلك ما قاله الخطابي وغيره أن المراد ترك ذلك توكلاً ورضاً بقضاء الله تعالى وبلائه، قال الخطابي: وهذه من أرفع درجات المتحققين بالإيمان
مصنف اور قرطبی اور دیگر کا خطابی کی طرح کہنا ہے کہ یہاں مراد دم کا ترک ہے کہ اللہ پر توکل کے لئے اور مصیبت پر رضا کے لئے اور خطابی نے کہا یہ ایمان پر تحقیق کرنے والوں کے نزدیک ارفع درجات میں سے ہے

راقم کہتا ہے خطابی کی یہ تاویل بے سروپا ہے

فتح الباری میں ابن حجر نے کہا
وَأَجَابَ الْعُلَمَاءُ عَنْ ذَلِكَ بِأَجْوِبَةٍ أَحَدُهَا قَالَهُ الطَّبَرِيُّ وَالْمَازِرِيُّ وَطَائِفَةٌ أَنَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ جَانَبَ اعْتِقَادَ الطَّبَائِعِيِّينَ فِي أَنَّ الْأَدْوِيَةَ تَنْفَعُ بِطَبْعِهَا كَمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَقِدُونَ وَقَالَ غَيْرُهُ الرُّقَى الَّتِي يُحْمَدُ تَرْكُهَا مَا كَانَ من كَلَام الْجَاهِلِيَّة وَمن الَّذِي لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا
اور علماء نے اس کا جواب دیا ہے ان میں سے ایک ہے جو طبری اور المارزی نے اور ایک گروہ نے دیا ہے کہ ان الفاظ کو محمول کیا جائے گا بعض کے اعتقاد پر کہ دوا مرض میں (اللہ کی وجہ سے نہیں فی نفسہ) فائدہ دیتی ہے جیسا کہ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا اور ان کا ہے جن میں عقل نہیں جس پر احتمال ہے کہ یہ کفر ہے

نوٹ: یعنی دم میں بذات خود قوت کا تصور کرنا شرک ہے بلکہ اس کو دعا پر پلٹا جائے گا یا کہنا کہ فلاں وظیفہ تریاق مجرب ہے یہ الفاظ اس شخص کو ستر ہزار سے نکال دیں گے لیکن اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی ہے جو شفا دے گا نہ دوا نہ دم کے الفاظ تو اس کا عقیدہ صحیح ہے

نوٹ
الفاظ ہیں: الّذین لا یسترقون، جو دم نہیں کراتے

یعنی بلا سوچے سمجھے کسی بھی بابا سے دم کرانے نہیں پہنچ جاتے جس کے عقیدے کا بھی علم نہ ہو

صحیح مسلم میں اسی روایت میں الفاظ ہیں
هُم الذين لا يَرْقُونَ ولا يسترقون جو دم نہیں کرتے نہ کراتے ہیں

اس کی سند ہے حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،

مسند احمد میں بھی ہے
الإمام أحمد في المسند (1/ 271) عن سُرَيج عن هُشَيمٍ
اس میں بھی ہے دم نہیں کرتے کا ذکر ہے

اب درایت پر غور کریں ان الفاظ کو هُشَيْمٌ، نے بیان کیا ہے اور اسی بنا پر ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ الفاظ دم نہیں کرتے غیر محفوظ ہیں
ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے
وَقَدْ أَنْكَرَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ بْنُ تَيْمِيَّةَ هَذِهِ الرِّوَايَةَ , وَزَعَمَ أَنَّهَا غَلَطٌ مِنْ رَاوِيهَا
ابن تیمیہ نے ان الفاظ کا انکار کیا ہے اور دعوی کیا ہے کہ اس میں راوی کی غلطی ہے

البانی نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں لکھا ہے
وأما زيادة: "لا يرقون" التي وقعت في بعض طرق الحديث عن ابن عباس في "مسلم فهي شاذّة،
اور زیادت راوی (هُشَيْمٌ) کہ دم نہیں کرتے جو اس حدیث میں ابن عباس کی سند سے آئے ہیں وہ شاذ ہیں

راقم کہتا ہے ابن تیمیہ کی بات صحیح ہے دم نہیں کرتے کے الفاظ هُشَيْمٌ نے کہے ہیں اور دم کرانا اور کرنا میں فرق ہے - جب اپ خود کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کیا الفاظ ہیں اور جب کسی سے کراتے ہیں تو بسا اوقات معلوم نہیں ہوتا کہ کون کیا کہہ رہا ہے

یہ روایت طبرانی میں ابو امامہ کی سند سے بھی ہے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ، أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ

زَحْرَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ، أَنَا وَنَفَرٌ مَعِي عَلَى خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَحِمَهُ اللهُ وَقَدِ اكْتَوَى فِي جَنْبِهِ، فَقُلْنَا: اكْتَوَيْتُ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ لَا يَرْقُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ»

اس میں بھی یہی ہے دم نہیں کراتے یا کرتے

اس کی سند میں عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرَ ضعیف ہے

یہ الفاظ کتاب المخلصیات میں بھی انس کی سند سے ہیں

حدثنا إسماعيلُ: حدثنا حفصٌ: حدثنا أبوسُحيمٍ: حدثنا عبدُالعزيزِ بنُ صهيبٍ، عن أنسٍ،

عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم أنَّه قالَ لأصحابِهِ: «سبعونَ ألفاً مِن أُمتي يَدخلونَ الجنةَ بغيرِ حسابٍ» ، قالوا: ومَن هم؟ قالَ: «هم الذينَ لا يَكتوونَ، ولا يَرقونَ ولا يَسترقونَ، ولا يَتطيَّرونَ، وعلى ربِّهم يتوكَّلونَ» (1) .

اس میں مبارك بن سحیم متروک ہے

یعنی دم نہیں کرتے والے الفاظ ضعیف و شاذ ہیں اور جو صحیح ثابت ہیں وہ ہیں دم نہیں کراتے

و اللہ ا علم

نبی کو جبریل دم کرتے تھے ؟

حدیث میں ہے کہ جبریل نبی کو دم کرتے تھے اور دوسری روایات میں ممانعت ہے کہ ستر ہزار لوگ جنت میں جائیں گے جو دم نہیں کرائیں گے

جواب

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا (3) أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى رَقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: " بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، مِنْ شَرِّ

سند منقطع ہے- محمد بن إبراهيم -وهو التيمي- لم يسمع من عائشة،

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ، قَالَ: «بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ»

اس کی سند متصل ہے – اس کو أبو سلمة بن عبد الرحمن نے ام المومنين سے روایت کیا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ، انھوں نے کہا : جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبریل علیہ السلام آپ کو دم کرتے ، وہ کہتے : اللہ کے نام سے ، وہ آپ کو بچائے اور ہر بیماری سے شفا دے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے اورنظر لگانے والی ہر آنکھ کے شرسے (آپ کومحفوظ رکھے ۔)

ستر ہزار جنتی دم نہیں کراتے والی حدیث کا مقصد ہے کہ یہ لوگ محتاط ہیں کہ جس کو جانتے نہ ہوں اس سے دم کرائیں – حدیث میں اہل کتاب سے دم کرانے کی اجازت ہے جن میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں – جب فرشتہ دم کر رہا ہو تو ظاہر ہے عقیدہ کا مسئلہ نہیں اتا

دم میں پھونک مارنا کیسا ہے ؟

جواب ابن مسعود کے شاگرد ابراہیم النخعی کہتے ہیں
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانُوا يَرْقُونَ، وَيَكْرَهُونَ النَّفْثَ فِي الرُّقَى
وہ دم کرتے تھے لیکن اس میں پھونک مارنے پر کراہت کرتے
اہل عراق کے مطابق پھونک نہیں ماری جائے گی

اہل حجاز کے مطابق دم میں پھونک مار سکتے ہیں
امام مالک نے حدیث بیان کی
وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ [ص:943] رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ «إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفِثُ»، قَالَتْ: «فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ، كُنْتُ «أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِينِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ خود مُعَوِّذَاتِ کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور پھونکتے – مرض وفات میں یہی کام عائشہ نے ایسا کیا کہ برکت کی امید پر رسول اللہ کے ہاتھ پر دم کرتیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ فِي الرُّقْيَةِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم میں نفث کرتے تھے

https://youtu.be/X5tnrr9yqy8

المعجم الوسیط ، مجمع اللغة العربية بالقاهرة میں ہے

النفاثة مَا ينفثه المصدور من فِيهِ وَمَا يعلق بالأسنان من طَعَام أَو نَحوه فَيَرمى بِهِ

النفاثة   سے مراد وہ پھوکنا ہے جو کرنے والا کرتا ہے جب دانتوں میں کھانا (پھنس کے) رہ جائے تو اس کو پھیکنے کے لئے کیا جائے

اس طرح اس کا ترجمہ تھتھکارنا بھی کیا جاتا ہے

قرآن میں ہے

النفاثات في العقد

گرہ پر نفث کرنے والیاں

اس کا ترجمہ پھوکنے والیاں کیا جاتا ہے اور تھتھکارنا بھی کیا جا سکتا ہے

نجاشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

والله ما يزيد عيسى على ما يقول محمد مثل هذه النفاثه من سواكي هذا

اللہ کو قسم ، عیسیٰ اس سے بڑھ کر نہیں جیسا محمد نے کہا ، گویا کہ میں تھتھکار دوں (منہ سے) مسواک کے تنکے کو

دم میں تھتھکارنا   جائز ہے اہل حجاز کے نزدیک   لیکن کہیں بھی پانی کے دم سے متعلق نہیں آیا کہ اس پر دم جائز ہے - دم ہمیشہ جسم پر کیا جاتا ہے - گرہ پر ، پانی پر کھانے پر نہیں

کیا تعویذ وغیرہ جائز ہیں

کیا تعویذ وغیرہ جائز ہیں جبکہ کچھ احادیث میں گنڈے اور تعویذ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے؟

ایک صاحب کہتے ہیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ دنیا کے بے شمار علوم ایسے ہیں جو انسان کے نفع کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ انسان ان سے حسب ضرورت استفادہ کرسکتا ہے۔ دین اس وقت ان علوم میں مداخلت کرتا ہے جب ان میں کوئی اخلاقی یا شرعی قباحت پائی جائے۔ جیسے میڈیا سائنسز ایک نیوٹرل علم ہے جس کے پڑھنے یا نہ پڑھنے پر مذہب کا کوئی مقدمہ نہیں۔ اگر یہ علم انسانوں کو نقصان پہنچانے میں استعمال ہو اور اس سے محض فحاشی و عریانیت اور مادہ پرستی ہی کو فروغ مل رہا ہو تو مذہب مداخلت کرکے اس کے استعمال پر قدغن لگاسکتا اور اسے جزوی طور پر ممنوع کرسکتا ہے۔
میرے فہم کے مطابق کچھ ایسا ہی معاملہ نفسی علوم کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ علم سحر کی حیثیت سےیہود اور کچھ مشرکین کے پاس تھا ۔چونکہ کسی پیغمبر کی بعثت کو ایک طویل عرصہ گذرچکا تھا اس لئے ان علوم پر بھی شیاطین کا قبضہ تھا ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح معاشرہ اور تطہیر کا کام کیا تو اس علم پر بھی خاص طور پر توجہ دی۔ اس زمانے میں تعویذ ، گنڈے اور دیگر چیزیں مشرکانہ نجاست رکھتی تھیں اس لئے انہیں ممنوع اور حرام قرار دے دیا گیا۔ اصل علت یا وجہ جادو یا شرک تھا تعویذ کا استعمال نہ تھا۔
اس کی بہترین مثال تصویر ہے۔ تصویریں اس زمانے میں بنائی ہی شرک کی نیت سے جاتی تھیں اس لئے جاندار کی تصویر بنانا ممنوع کردیا گیا۔ لیکن بعد میں جب تصویروں میں علت نہیں رہی تو علما نے اسے جائز قرار دے دیا۔ یہی معاملہ تعویذ گنڈوں کے ساتھ بھی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تعویذ وغیرہ کا براہ راست دین سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نفسی علوم کا ایک طریقہ اور ٹول ہے۔ چنانچہ اگر کوئی تعویذ شرکیہ نجاستوں سے پاک ہے تو اس پر وہی حکم لگے گا جو دم درود یا دیگر روحانی علوم پر لگتا ہے۔

جواب

ہمارے علماء کے نزدیک وہ کیا ذرائع ہیں جن سے وہ اہل کتاب یا یہود کے بارے میں معلومات لیتے ہیں اگر آپ تحقیق کریں تو معلوم ہو گا کہ کتب حدیث اور ابن اسحاق کی کتب یا واقدی کی کتب ہیں جو اسلامی نقطہ نگاہ سے لکھی گئی ہیں اور بسا اوقات ان کتابوں کو پڑھتے ہوئے مفروضے بھی قائم کر لئے جاتے ہیں مثلا یہ کہ یہود عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے تو یقینا عزیر اللہ کا کوئی نبی ہو گا اور پھر عزیر علیہ السلام لکھنا بھی شروع کر دیا اور اس کے نام پر اپنے بچوں کے نام بھی رکھنے شروع کر دے – اس کے بر عکس ابی داود کی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھا یا نہیں – اسی طرح جب تعویذ کی بات ہوتی ہے تو اس کو جادو شرک سے ملا دیتے ہیں جبکہ اس پر کوئی دلیل نہیں دوم اہل کتاب یہود کو مسلسل شرک کرنے والا کہتے ہیں – یہ علماء کی آراء اب اس قدر جڑ پکڑ چکی ہیں کہ ان کو ہی حقیقت سمجھا جاتا ہے اور آزادنہ تحقیق مفقود ہے-
یہود کو جاننے کے لئے علماء میں یہود کی کتب پڑھنے کا کوئی رجحان نہیں اور چونکہ ان کے بارے میں معلومات ناقص ہیں لہذا مفروضوں پر عمارت قائم کر لیتے ہیں –تعویذ کے سسلے میں تلمود کو دیکھا جائے جو رسول اللہ کے دور میں اور ان کے بعد تک مرتب ہوئی ہے اور اس میں علمائے یہود کے فتوی جمع ہیں اس کو آپ فتاوی علمائے یہود کہہ سکتے ہیں – تلمود ظاہر ہے ایک وسیع کام ہے اور اپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس میں تعویز پر بھی بحث ہے
یہود کا تعویذ کلام الہی پر مبنی ہوتا ہے جو ہو سکتا ہے شرک سے پاک ہو اور تلمود میں ایسے تعویذ بتائے گئے ہیں جن میں توریت کی آیات ہیں اور شرک سے پاک ہیں – بعض یہودی علم اعداد بھی استعمال کرتے ہیں جو جادو کی ایک قسم ہے جو بابل سے آئی ہے لہذا یہ ممکن ہے کہ شرکیہ تعویذ بھی ہوں – الغرض دونوں طرح کے تعویذ یہودی استعمال کرتے تھے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعویذ کو مطلقا منع کیا اس میں کلام الہی والے کا استثنا نہیں ہے
اس پر بات کو گھمایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس طرح شرکیہ دم منع ہیں اور بعد میں دم کی اجازت دی گئی اسی طرح غیر شرکیہ تعویذ کر سکتے ہیں- لیکن دم دعا ہے اور تعویذ ایک عمل ہے دونوں میں فرق ہے جس میں اس کو لٹکایا جاتا ہے- کلام الہی صرف جہنم کی اگ سے بچانے کے لئے اترا ہے کسی دنیاوی ضرر سے بچانے کے لئے نہیں- ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی نہ ہوئی دانت پر احد کے دن ضرب نہ لگتی

کیا تابعین قرانی تعویذ کے جواز کا فتوی دیتے تھے؟

جواب

النووی " المجموع شرح المہذب " میں لکھتے ہیں
وروى البيهقي بإسناد صحيح عن سعيد بن المسيب أنه كان يأمر بتعليق القرآن وقال لا بأس به قال البيهقي هذا كله راجع إلى ما قلنا إنه إن رقى بما لا يعرف أو على ما كانت عليه الجاهلية من إضافة العافية إلى الرقى لم يجز وإن رقى بكتاب الله أو بما يعرف من ذكر الله تعالى متبركا به وهو يرى نزول الشفاء من الله تعالى فلا بأس به"۔

اور بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے سعید بن المسیب سے کہ وہ قرآن کو لٹکانے کا حکم کرتے تھے اور کہا اس میں کوئی برائی نہیں ہے بیہقی نے کہا یہ سب جاتا ہے اس بات پر جو ہم نے کی کہ جب دم کیا جائے اس سے جس کا پتا نہ ہو یا ان سے جن سے جاہلیت میں عافیت لی جاتی تھی تو وہ جائز نہیں ہے لیکن اگر دم کیا جائے کتاب اللہ سے اس ذکر الہی سے جس کو جانتے ہوں تو وہ متبرک ہے اور وہ اس میں شفا کا نزول دیکھتے ہیں، اللہ کی طرف سے، پس اس میں کوئی برائی نہیں

سنن الکبری البیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّهُ سَأَلَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنِ الرُّقَى وَتَعْلِيقِ الْكُتُبِ، فَقَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ يَأْمُرُ بِتَعْلِيقِ الْقُرْآنِ وَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَهَذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ إِلَى مَا قُلْنَا مِنْ أَنَّهُ إِنْ رَقَى بِمَا لَا يُعْرَفُ أَوْ عَلَى مَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ إِضَافَةِ الْعَافِيَةِ إِلَى الرُّقَى لَمْ يَجُزْ , وَإِنْ رَقَى بِكِتَابِ اللهِ أَوْ بِمَا يَعْرِفُ مِنْ ذِكْرِ اللهِ مُتَبَرِّكًا بِهِ وَهُوَ يَرَى نُزُولَ الشِّفَاءِ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ

نافع بن یزید (الكلاعي أبو يزيد المصري المتوفی ١٦٨ ھ یا کوئی مجهول) نے یحیی بن سعید المتوفی ١٩٨ ھ سے دم اور تعویذ پر سوال کیا انہوں نے کہا کہ سعید بن المسیب قرآن لٹکانے کا حکم کرتے تھے -

یہ روایت ہی منقطع ہے کیونکہ یحیی بن سعید سے ابن مسیب تک کی سند نہیں ہے اس کے علاوہ نافع بن یزید خود یحیی سے کافی بڑے ہیں ان کا سوال کرنا بھی عجیب لگ رہا ہے

بیہقی نے جس روایت کو صحیح کہہ دیا ہے وہ اصل میں مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنِ التَّعْوِيذِ، فَقَالَ: «لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِي أَدِيمٍ»

ابو بکر کہتے ہیں ہم سے عقبہ بن خالد نے روایت کیا انہوں سے شعبہ سے انہوں نے أَبِي
سے کہا میں نے سعید بن المسیب سے تعویذ کے بارے میں پوچھا پس کہا اگر چمڑے عِصْمَةَ
میں ہو تو کوئی برائی نہیں ہے
اس کی سند میں ابو عصمہ راوی ہیں احمد العلل میں کہتے ہیں

وقد روى شعبة، عن أبي عصمة، عن رجل، عن ابن المسيب، في التعويذ. «العلل» (1460) .
اور بے شک شعبہ نے ابی عصمہ سے انہوں کسی آدمی سے اس نے ابن مسیب سے تعویذ پر روایت کیا ہے

ابو عصمہ عن رجل عن ابن المسیب سے تعویذ کی روایت کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ اس روایت میں مجھول راوی ہے لہذا ابن مسیب سے منسوب یہ قول ثابت نہیں ہے

نوح بن أبي مريم، أبو عصمة المروزي، القرشي مولاهم ایک ضعیف راوی ہے جو مناکیر بیان کرنے کے لئے مشھور ہے

البتہ کچھ مزید روایات ہیں جو اہل مکہ سے نقل کی گئی ہیں جو اس کتاب کے آخر میں تقابل میں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تعویذ کے جواز کے فتوے اہل مکہ کے تھے

کتاب **العلل ومعرفة الرجال** از ابن امام احمد کی روایت ہے
حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا يحيى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا بَأْس بالتعويذ بِالْقُرْآنِ يُعَلَّقُ عَلَى الإِنْسَانِ

فراس بن يحيى الهمداني (المتوفی ۱۲۹ ھ) نے روایت کیا الشَّعْبِيِّ نے کہا : اس میں برائی نہیں کہ قرآن کا تعویذ انسان پر لٹکایا جائے

فراس بن يحيى الهمداني فقهاء أهل الكوفة میں سے ہیں- امام نسائی کے مطابق إسماعيل بن أبي خالد البصری کا شمار مدلسین میں ہے - فقہائے عراق کا مذھب تعویذ کے خلاف کا ہے لہذا اس منفرد قول کو لینا مشکل ہے

سنن دارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ فِي عُنُقِهَا التَّعْوِيذُ أَوِ الْكِتَابُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي أَدِيمٍ فَلْتَنْزِعْهُ وَإِنْ كَانَ فِي قَصَبَةٍ مُصَاغَةٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَلَا بَأْسَ إِنْ شَاءَتْ وَضَعَتْ، وَإِنْ شَاءَتْ لَمْ تَفْعَلْ» قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ: تَقُولُ بِهَذَا قَالَ: «نَعَمْ»

عبد الملك بن أبى سليمان نے عَطَاءٍ سے حائضہ عورت کے متعلق معلوم کیا جس کی گردن میں تعویذ یا کتاب اللہ ہو ، کہا : اگر یہ چمڑے میں ہو تو اتار دے لیکن اگر چاندی کی ڈبیہ میں ہو تو اس میں برائی نہیں چاہے تو پہنی رہے اور چاہے تو ایسا نہ کرے میں نے عبد اللہ سے پوچھا اپ بھی ایسا کہتے ہیں کہا ہاں

اس کی سند صحیح نہیں ہے -

وقال أبو داود: قلت لأحمد: عبد الملك بن أبي سليمان؟ قال: ثقة. قلت: يخطئ؟ قال: نعم، وكان من أحفظ أهل الكوفة، إلا أنه رفع أحاديث عن عطاء. «سؤالاته» (358) .

ابوداود نے امام احمد سے اس پر سوال کیا تو کہا عبد الملک ثقہ ہے لیکن غلطی کرتا ہے اور احادیث کو رفع کر کے عطاء (بن ابی رباح) تک لے جاتا ہے

تفسیر طبری کی ایک سند ہے

حدثني يعقوب بن إبراهيم قال، حدثنا هشيم قال، أخبرنا عبد الملك، عن عطاء بن السائب في قوله:"أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم"، قال: أولي العلم والفقه.

اس کے مطابق عبد الملک المتوفی ١٤٥ ھ جب عطاء کہتا ہے تو اس سے مراد عطاء بن السائب المتوفی ١٣٦ ھ ہے نہ کہ عطاء بن ابی رباح

الغرض تعویذ والے قول کی نسبت عطاء بن ابی رباح تک مشکوک ہے

تقابل روایات

تعویذ کی ممانعت کے دلائل	تعویذ کے جواز کے دلائل
تعویذ لٹکانا شرک ہے - فقہائے عراق	تعویذ لٹکانا اہل مکہ کی بدعت تھی؟
	عمرو بن شعیب - مفسر مجاہد، عطا بن ابی رباح، سعید بن جبیر یہ سب مکہ کے ہیں ان سے تعویذ کے جواز کے فتوے ملتے ہیں

اگرچہ بعض اسناد میں ضعیف و مجہول لوگ ہیں لیکن بعض حسن درجے کی سندیں ہیں۔ اہم سوال ہے یہ لوگ ان روایات کو کیوں بیان کر رہے تھے؟

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ مَرِيضَةٌ، فَإِذَا فِي عُنُقِهَا خَيْطٌ مُعَلَّقٌ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَقَالَتْ: شَيْءٌ رُقِيَ لِي فِيهِ مِنَ الْحُمَّى، فَقَطَعَهُ فَقَالَ: «إِنَّ آلَ إِبْرَاهِيمَ أَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ»

أَبِي عُبَيْدَةَ نے کہا ابن مسعود اپنی بیوی کے پاس گئے جب وہ مریضہ تھیں ان کے گلے میں دھاگہ تھا پوچھا یہ کیا ؟ بولیں یہ دم کردہ دھاگہ ہے بخار کے لئے – پس ابن مسعود نے وہ کاٹ دیا اور کہا آلَ إِبْرَاهِيمَ شرک سے دور ہیں

سنن ترمذی

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے والد سے نقل

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی نیند میں ڈر جائے تو یہ دعا پڑھے أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (یعنی۔ میں اللہ کے غضب، عقاب، اسکے بندوں کے فساد، شیطانی وساوس اور ان (شیطانوں) کے ہمارے پاس آنے سے اللہ کے پورے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں) اگر وہ یہ دعا پڑھے گا تو وہ خواب اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ عبد اللہؓ بن عمرو(بن العاص) یہ دعا اپنے بالغ بچوں کو سکھایا کرتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے

مستدرك حاكم

دخَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی امْرَأَۃٍ فَرَاٰی عَلَیْھَا حِرْزًا مِنَ الْحُمْرَۃِ فَقَطَعَہٗ قَطْعًا عَنِیْفًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ آلَ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ الشِّرْکِ اَغْنِیَاءُ وَ قَالَ کَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرُّقٰی وَ التَّمَائِمَ وَالتَّوْلِیَۃَ مِنَ الشِّرْکِ))

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس پر خسرہ سے بچاؤ کا تعویذ دیکھا تو اسے سختی سے کاٹ دیا، پھر فرمایا: ”یقینا عبداللہ کا خاندان شرک سے مستغنی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں ہم نے یاد کی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے

جامع الترمذي » كِتَاب الدَّعَوَاتِ » بَاب مَا جَاءَ فِي [1]- رقم الحديث: 3475 عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ --- (3528)

تبصرہ : عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ضعیف ہے – بعض محدثین کے نزدیک اسکی روایت حسن ہے- عمل میں اس کی روایت سے فقہاء نے دلیل لی ہے - سند میں محمد بن اسحاق بھی ہے جس کو ثقہ کے علاوہ دجال بھی کہا گیا ہے –بعض کے نزدیک حسن الحدیث ہے

کہ بے شک شرکیہ دم، تعویذ اور محبت کے
تعویذ شرک ہیں۔"

تبصرہ: [المستدرک علی الصحیحین (۲۱۷/۴،ح : ۷۵۸۰) اس حدیث کو امام حاکم اور امام ذھبی نے صحیح کہا ہے، البانی نے دونوں کی موافقت کی ہے۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة (۶۴۹/۱) القسم الثانی]

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، وَمُعْتَمِرٌ، عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَقْدَ التَّمَائِمِ»

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ نے ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم تعویذ لٹکانے سے کراہت کرتے

تبصرہ : اس کی سند ضعیف ہے - سند میں ہے عَبد الرحمن بن حرملة جس پر جرح ہے- امام بخاری کہتے ہیں لم یصح حدیثُه اس کی حدیث صحیح نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنِ التَّعْوِيذِ، فَقَالَ: «لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِي أَدِيمٍ»

أَبِي عِصْمَةَ کہتے ہیں میں نے ابن المسیب سے سوال کیا تعویذ پر - کہا اگر چمڑے میں ہو تو کوئی برائی نہیں ہے

تبصرہ: احمد العلل میں کہتے ہیں

أبو عصمة صاحب نعيم بن حماد، وقد روى شعبة، عن أبي عصمة، عن رجل، عن ابن المسيب، في التعويذ. «العلل» (1460) معلوم ہوا کہ اس روایت میں مجھول راوی ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَعَلَّقَ عِلَاقَةً وُكِلَ إِلَيْهَا»

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، قَالَ: «كَانَ مُجَاهِدٌ يَكْتُبُ لِلنَّاسِ التَّعْوِيذَ فَيُعَلِّقُهُ عَلَيْهِمْ»

عبد الله بن عكيم الجهني نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لٹکایا وہ اس کے حوالے

تبصرہ: سند میں انقطاع ہے عبد الله بن عكيم الجهني کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے - قال أبو حاتم وغيره لا يصح له سماع من النبي صلى الله عليه وسلم

ثوير بن أبي فاختة نے کہا مجاہد لوگوں کے لئے تعویذ لکھتے اور ان پر لٹکاتے

تبصرہ: سند میں ثوير بن أبي فاختة سخت ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: «مَنْ عَلَّقَ التَّمَائِمَ وَعَقَدَ الرُّقَى فَهُوَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ الشِّرْكِ»

ابن ابی لیلی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس نے تعویذ لٹکایا اور دم پر گرہ لگائی تو یہ شرک کا یہ حصہ ہے

تبصرہ : اس روایت کی سند منقطع ہے ابن ابی لیلی صحابی نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ «أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَكْتُبَ الْقُرْآنَ فِي أَدِيمٍ ثُمَّ يُعَلِّقُهُ»

امام جعفر نے کہا میرے باپ نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں اگر قرآن کو چمڑے پر لکھا جائے پھر لٹکایا جائے

تبصرہ: اس روایت کے راوی کون سے حسن ہیں؟ کیونکہ حسن نام کے سات راوی ہیں جو جعفر الصادق سے روایات بیان کرتے ہیں اور یہ سب ثقہ نہیں بلکہ بعض مجھول بھی ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ: «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ ذَلِكَ»

حسن بصری تعویذ سے کراہت کرتے

تبصرہ: سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: «أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ»

ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ قرآن میں سے کسی چیز(کو بھی لٹکانے) میں برائی نہیں دیکھتے تھے

تبصرہ : كتاب المتفق والمفترق کے مطابق

أخبرنا البرقاني قال قال لي أبو الحسن الدارقطني إسماعيل بن مسلم المكي وأصله بصري يروي عن الحسن وابن سيرين وقتادة متروك

امام دارقطنی کہتے ہیں إسماعيل بن مسلم المكي اور اصلا بصري ہیں الحسن سے ابن سیرین سے اور قتادہ سے روایت کرتے ہیں متروک ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: «مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً عَنْ إِنْسَانٍ، كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ

ابن جبیر نے کہا جس نے تعویذ کاٹا اس نے گویا اس گردن کو آزاد کیا

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ يُعَلِّقَ الْقُرْآنَ»

عطا نے کہا قرآن لٹکانے میں کوئی برائی نہیں ہے

تبصرہ: لَيْثٍ بن ابی سلیم مدلس ہیں عنعنہ سے روایت کرتے ہیں لہذا یہ قول قابل دلیل نہیں

تبصرہ : لَيْثٍ بن ابی سلیم مدلس ہیں عنعنہ سے روایت کرتے ہیں لہذا یہ قول قابل دلیل نہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى، سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ: «يَكْتُبُ التَّعْوِيذَ لِمَنْ أَتَاهُ»

حَجَّاجٌ نے کہا جس نے سعید بن جبیر کو دیکھا اس نے خبر کی کہ وہ جو اتا اس کے لئے تعویذ لکھتے

تبصرہ: سند میں َخْبَرَنِي مَنْ رَأَى جس نے دیکھا مجھول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: ..... قَالَ حَجَّاجٌ: وَسَأَلْتُ عَطَاءً، فَقَالَ: «مَا سَمِعْنَا بِكَرَاهِيَةٍ إِلَّا مِنْ قِبَلِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ»

حجاج نے کہا میں نے عطا بن ابی رباح سے تعویذ کے بارے میں پوچھا کہا ہم نے اس کی کراہت کے بارے میں اہل عراق سے قبل کسی کو نہیں سنا

تبصرہ : هُشيم ابن بشير، السلمي الواسطي نے جس حجاج سے روایت کیا وہ اصل میں حجاج بن أرطأة ہے جو مختلف فیہ اور مدلس بھی ہے -امام ابن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور نسائی کہتے ہیں قوی نہیں ہے- لہذا سند ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْحَائِضِ يَكُونُ عَلَيْهَا التَّعْوِيذُ، قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي أَدِيمٍ فَلْتَنْزِعْهُ، وَإِنْ كَانَ فِي قَصَبَةٍ فِضَّةٍ فَإِنْ شَاءَتْ وَضَعَتْهُ وَإِنْ شَاءَتْ لَمْ تَضَعْهُ»

عطا سے پوچھا گیا کہ ایک حائضہ ہے جس پر تعویذ ہے – انہوں نے کہا اگر وہ چمڑے میں ہے تو اتار دے اگر چاندی میں ہے تو چاہے تو اتار رکھے اور چاہے تو نہ اتارے

تبصرہ : اگر اس سند میں عَبْدِ الْمَلِكِ سے مراد عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ہے تو اغلبا یہ **عطاء بن السائب** ہے نہ کہ عطا بن ابی رباح - و اللہ اعلم

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ وَالرُّقَى وَالنُّشَرَ

ابراہیم النخعی اس سے کراہت کرتے کہ تعویذ یا دم یا نشرہ کیا جائے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ ثَعْلَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ التَّعْوِيذِ يُعَلَّقُ عَلَى الصِّبْيَانِ، «فَرَخَّصَ فِيهِ»

يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ نے کہا میں نے ابو جعفر سے بچوں پر تعویذ کا پوچھا تو انہوں نے اجازت دی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْمَعَاذَةَ لِلصِّبْيَانِ وَيَقُولُ: «إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ بِهِ الْخَلَاءَ

ابراہیم اس سے کراہت کرتے کہ الْمَعَاذَةَ بچوں کے گلے میں ہو جب وہ بیت الخلاء میں داخل ہوں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: «أَنَّهُ كَرِهَ تَعْلِيقَ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ»

ابراہیم النخعی نے ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت کیا کہ وہ قرآن میں سے کوئی بھی چیز لٹکانے پر کراہت کرتے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا، مِنَ الْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقُرْآنِ»

ابراہیم نے کہا وہ (ابن مسعود) کراہت کرتے تھے تمام تعویذوں سے چاہے قرآن کے ہوں یا نہ ہوں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: أُعَلِّقُ فِي عَضُدِي هَذِهِ الْآيَةَ: {يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ} [الأنبياء: 69] مِنْ حُمَّى كَانَتْ بِي، «فَكَرِهَ ذَلِكَ»

مغیرہ نے کہا میں نے ابراہیم النخعی سے کہا میں نے اپنے عضو پر آیت اے اگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا باندھ رکھی ہے گرمی کی وجہ سے پس ابراہیم نے اس سے کراہت کی

تبصرہ : تمام اسناد صحیح ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ

تبصرہ : سند میں يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، «أَنَّهُ رَأَى فِي عَضُدِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ خَيْطًا»

ایوب سختیانی نے کہا میں نے عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ کے بازو پر دھاگہ دیکھا

تبصرہ: اس روایت میں ابہام ہے کہ دھاگہ کس وجہ سے تھا؟ خود ایوب نے پوچھا تک نہیں کیوں دھاگہ باندھا یا لپیٹا- ممکن ہے کپڑے کا دھاگہ قیمتی ہو اس لئے رکھا

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَ بِالْكُوفَةِ يَكْتُبُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَيُسْقَاهُ الْمَرِيضُ: «فَكَرِهَ ذَلِكَ»

ابْنُ عَوْنٍ نے کہا ابراہیم سے پوچھا گیا ایک کوفی کے بارے میں جو قرآن لکھ کر مریض کو پلاتا تھا پس انہوں نے اس پر کراہت کی

تبصرہ : سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ، فَوَجَدَ فِي عَضُدِهِ خَيْطًا، قَالَ: فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالَ: خَيْطٌ رُقِيَ لِي فِيهِ، فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ: «لَوْ مِتَّ مَا صَلَّيْتُ عَلَيْكَ»

حُصَيْن بن جُنْدُب أَبُو ظَبْيَان نے کہا حُذَيْفَةَ رضی الله عنہ ایک شخص کی عیادت کو گئے اس کے ہاتھ میں دھاگہ دیکھا پوچھا یہ کیا ؟ بولا یہ دم کردہ ہے پس حُذَيْفَةَ نے وہ کاٹ دیا اور کہا اگر مر جاتا تو تیری نماز نہ پڑھتا

تبصرہ : سند صحیح ہے

تعویذ کے بارے میں امام احمد کا کیا موقف تھا؟

جواب

كتاب الفروع از ابن مفلح الحنبلي (المتوفى: 763هـ) میں ہے

وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: هَلْ يُعَلِّقُ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: التَّعْلِيقُ كُلُّهُ مَكْرُوهٌ، وَكَذَا قَالَ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ. وَقَالَ الْمَيْمُونِيُّ: سَمِعْت مَنْ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ التَّمَائِمِ تُعَلَّقُ بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَقَدْ رَأَيْت عَلَى ابْنٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ صَغِيرٌ تَمِيمَةً فِي رَقَبَتِهِ فِي أُدُمٍ، قَالَ الْخَلَّالُ: قَدْ كَتَبَ هُوَ مِنْ الْحُمَّى بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ، وَالْكَرَاهَةُ مِنْ تَعْلِيقِ ذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِ الْبَلَاءِ هُوَ الَّذِي عَلَيْهِ الْعَمَلُ، انْتَهَى

المروزی نے امام احمد سے پوچھا کیا قرآن میں سے کچھ لٹکایا جائے ؟ امام احمد نے کہا ہر لٹکانے والی چیز مکروہ ہے اور ایسا ہی صالح نے روایت کیا ہے اور میمونی نے کہا میں نے امام احمد سے تعویذ پر سوال کیا کہ آفت نازل ہونے کے بعد لٹکا لیا جائے انہوں نے کہا اس میں امید ہے کوئی برائی نہیں اور امام ابو داود کہتے ہیں انہوں نے احمد کے چھوٹے بیٹے کے گلے میں چمڑے کا تمیمہ دیکھا الخلال کہتے ہیں اور امام احمد تمیمہ لکھتے بخآر کے لئے آفت کے نزول کے بعد اور اس سے کراہت کرتے کہ اس کو نزول بلا سے پہلے لٹکایا جائے اور اسی پر (حنابلہ کا) عمل ہے انتھی

إسحاق بن منصور بن بهرام أبو يعقوب الكوسج کی وفات ۲۵۱ ھ میں ہوئی اور ان کے مطابق امام احمد قرانی تعویذ نہیں کرتے تھے
أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق المتوفی ۲۷۵ ھ کہتے ہیں امام احمد کے بیٹے کے گلے میں ایک تمیمہ ہوتا تھا
سوال ہے کہ اگر قرانی تعویذ نہیں تھا تمیمہ تھا تو کس نوعیت کا تھا؟

ایک اہل حدیث عالم تمیمہ کی وضاحت کرتے ہیں

مشہور و معروف لغت دان مجد الدین فیرزآبادی القاموس المحیط میں لکھتے ہیں
والتميم التام الخلق ، والشديد ، وجمع تميمة كا لتمائم لخرزة رقطاء تنظم فى السير ، ثم يعقد فى العنق
تمیمہ کا لفظ دھاری دار کرزہ ومنکہ جو چمڑے کی تندی میں پرولیا جاتا، پھر گردن میں باندھ دیا جاتا ہے پر بولا جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے خرزات و منکوں ، کوڈوں اور گھک منکوں کے لٹکانے کو شرک قرار دے رہے ہیں نہ کہ کاغذوں یا چمڑوں میں لکھے ہوئے کتاب و سنت کے کلمات لٹکانے کو۔

http://www.urdufatwa.com/index.php?/Knowledgebase/Article/View/2368/0/

امام احمد ہی کے فرزند نے اپنے باپ سے پوچھے گئے فتووں پر کتاب تالیف کی، جس کا نام المسائل امام احمد بن حنبل ہے - اس میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَةالتعويذة للقرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة
حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يقرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن ، بیماری یا درد زہ کے لئے – خاندان والو اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے
امام احمد کا نقطہ نظر وقت کے ساتھ تبدیل ہوتا گیا اور وہ تعویذ لکھنے لگے گھر والوں یا اہل بیت کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے

تعویذ گنڈا آ تولہ کیا فائدہ مندہیں اور کیا محدثین نے اس کو لٹکایا؟

جواب

تعویذ
تعویذ کا مطلب ہے جس کے ذریعے پناہ لی جائے – عرف عام میں اس سے مراد ہوتا ہے کہ قرآنی یا غیر قرآنی آیات پر مشتمل ورق کو چمڑے میں سی کر گلے یا جسم کے کسی اور جز

میں باندھا جائے -تعویذ کسی صورت جسم سے علیحدہ نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ اسی حالت میں بیت الخلا ء بھی جاتے ہیں – نا پاکی کی حالت میں بھی یہ جسم پر لٹکا ہوتا ہے

گنڈا
دھاگے پر کلمات پڑھنے کے بعد جسم سے باندھا جاتا ہے – یہ طریقہ ہندووں کے ہاں مروج ہے اور بر صغیر میں معروف ہے

حالانکہ سورہ الفلق میں گرہ لگا کر پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے

تولہ
محبت کا تعویذ جو سحر کی ایک قسم ہے

واضح رہے کہ الله کے نبی کا واضح حکم ہے کہ

إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ سنن ابی داود
بے شک منتر اور تعویذ اور تولہ شرک ہیں
ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ محدث أبي عبيد جنہوں نے احادیث کے مشکل الفاظ پر کتاب لکھی ہے ان کے مطابق حدیث کے لفظ التَّمَائِمَ سے مراد تعویذ ہے جو گلے میں لٹکایا جائے

قال أبو محمد ابن قتيبة في إصلاح الغلط ص 54: وهذا يدل أن التمائم عند أبي عبيد المعاذات التي يكتب فيها وتعلق
یہی نقطۂ نظر عربی زبان کے معروف محقق الخليل الفراهيدي کا ہے جو اپنی کتاب کتاب العين میں لکھتے ہیں

التميمة: قلادة من سيور، وربما جعلت العوذة التي تعلق في أعناق الصبيان
التميمة: کانٹوں کا قلادہ ، اورہو سکتا ہے کہ بنایا جائے ایک بچانے والی شے جس کو بچوں کے گلے میں لٹکایا جائے
عصر حاضر کے اک محقق ناصر الدين البانی اپنی تالیف الصحیحہ میں تبصرہ کرتے ہیں کہ

التمائم : جمع تميمة واصلها خرزات تعلقها العرب على رأس الولد لدفع العين ثم توسعوا فيها فسموا بها كل عوذة . ومن ذلك تعليق نعل الفرس أو الخرز الأزرق وغيره . والأرجح أنه يدخل في المنع أيضا الحجب إذا كانت من القرآن أو الأدعية الثابت

تمیمة کی جمع ہے اور اصلاً گھونگھے ہیں جو عرب اپنے اولاد کے سروں پر دفع نظر بد :التمائم کے لیے لٹکاتے تھے پھر اس میں وسعت ہوئی اور یہ نام ہوا ہر اس چیز کا جس کے ذریعے پناہ لی جائے – اور اس میں شامل ہے گھوڑے کی نعل اور نیلے گھونگھے اور راجح ہے کہ منع میں شامل ہے حفاظت چاہے قرآن سے ہو یا ثابت دعاؤں سے
معلوم ہوا کہ قدیم محدثین اور موجودہ محققین سب اس پر متفق ہیں کہ تعویذ سے مراد قرآنی تعویذ بھی ہیں – ان واضح نصوص کے باوجود کچھ حضرات کا اصرار ہے کہ تمیمة کے مفہوم کو صرف گھونگوں اور کانٹوں تک ہی محدود کر دیا جائے -حالانکہ ان کے پاس اس محدودیت کی نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی برہان – حقیقت میں یہ مطالبہ محبوب شخصیات کے دفاع کے لیے -کیا جاتا ہے

امام احمد بن حنبل امّت کی مشہور شخصیت ہیں – معتزلہ کی فلسفیا نہ موشگافیوں کے خلاف تقریباً تمام محدثین تھے لیکن ساکن بغداد ہونے کی وجہ سے عباسی خلفاء کی خاص توجہ ان پر مذکور رہی – امام احمد اپنے موقف پر ڈٹے رہے – اس بنا پر اپنے زمانے میں بہت مشہور ہوئۓ - گھر کے بھیدی امام احمد کے اپنے بیٹے عبدللہ بن احمد اپنی کتاب السنة میں لکھتے ہیں
سألت أبي رحمه الله قلت : ما تقول في رجل قال : التلاوة مخلوقة وألفاظنا بالقرآن مخلوقة والقرآن كلام الله عز وجل وليس بمخلوق ؟ وما ترى في مجانبته ؟ وهل يسمى مبتدعا ؟ فقال : » هذا يجانب وهو قول المبتدع ، وهذا كلام الجهمية ليس القرآن بمخلوق
میں نے اپنے باپ احمد سے پوچھا : آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ قرآن کی تلاوت اور الفاظ مخلوق ہیں اور قرآن الله عز وجل کا کلام غیر مخلوق ہے – اس کے قریب جانے پر آپ کیا کہتے ہیں اور کیا اس کو بدعتی کہا جائے گا ؟ امام احمد نے جواب میں کہا اس سے دور رہا جائے اور یہ بد عت والوں کا قول ہے اور الجهمية کا قول ہے- قرآن مخلوق نہیں
یہاں شخص سے مراد امام بخاری میں کیونکہ یہ ان ہی کا موقف تھا کہ تلاوت کے الفاظ قرآن جو ہم سنتے ہیں وہ مخلوق کا عمل ہیں اور مخلوق ہیں لیکن قرآن الله کا کلام غیر مخلوق ہے

امام احمد نے خلق القرآن کے اپنے موقف میں وسعت پیدا کی اور بات یہاں تک پہنچی کہ قرآن کی آیات کودھو دھو کر پیا جائے اور با وجود یہ کہ یہ ایک بدعت تھی انہوں نے ہی اس شجر کی آبیاری کی- امام احمد ہی کے فرزند نے اپنے باپ سے پوچھے گئے فتووں پر کتاب تالیف کی، جس کا نام المسائل امام احمد بن حنبل ہے – اس میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَةالتعويذة للفرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولَادَة
حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يفرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولَادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن ، بیماری یا درد زہ کے لئے – خاندان والو اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے

امام احمد کا دفاع کرنے والوں نے ایک عجیب و غریب موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ امام احمد تعویذ نہیں بتا سکتے ہیں کیونکہ اپنی مسند احمد میں وہ خود تعویذ کے رد میں روایات بیان کرتے ہیں – شخصیت پرستی بھی بری شے ہے جو عقل سلب کر لیتی ہے . امام احمد نے مسند کو ہر طرح کے رطب و یابس سے بھر دیا ہے- ان کا سارا زور ایک ضخیم مسند لکھنے پر ہی رہا ہے جس میں ہر طرح کی روایات ہیں – دیکھا یہ جاتا ہے کہ آیا محدث نے اس پر عقیدہ بنایا ہے یا نہیں

ابی داوود مسائل الإمام أحمد رواية أبي داود السجستاني میں کہتے ہیں کہ میں نے

رَأَيْتُ عَلَى ابْنٍ لِأَحْمَدَ، وَهُوَ صَغِيرٌ تَمِيمَةً فِي رَقَبَتِهِ فِي أَدِيمٍ
میں نے احمد کے بیٹے جبکہ وہ چھوٹے تھے ایک چمڑے کا تَمِيمَةً (تعویذ) گلے میں دیکھا

كتاب الفروع ومعه تصحيح الفروع لعلاء الدين علي بن سليمان المرداوي میں صاحب کتاب بتاتے ہیں کہ

وَقَالَ الْمَيْمُونِيُّ: سَمِعْت مَنْ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ التَّمَائِمِ تُعَلَّقُ بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ
میمونی کہتے ہیں کہ میں نے سنا جس نے احمد سے تعویذ کے بارے میں سوال کیا آفت نازل ہونے کے بعد
پس انہوں نے کہا : امید ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں

قَالَ الْخَلَّالُ: قَدْ كَتَبَ هُوَ مِنْ الْحُمَّى بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ، وَالْكَرَاهَةُ مِنْ تَعْلِيقِ ذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِ الْبَلَاءِ
الخلال کہتے ہیں: احمد بخار کے لئے تعویذ لکھتے تھے آفت آنے کے بعد، اور کراہت کرتے تھے آفت آنے سے پہلے تعویذ لٹکانے پر

اس روایت[4] کی صحت کی بحث سے قطع نظر جو چیز واضح ہے وہ یہ کہ امام احمد کا عمل کسی بھی طرح درست نہیں تھا- امام احمد کی دیکھا دیکھی

4

امام ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا کہ تعویذ جائز ہے فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱۹ ص ٦٤ -٦٥
عبد القادر جیلانی نے غنیہ الطالبین میں امام احمد کے حوالے سے بخار کا تعویذ لکھا
شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں میں اصحاب کہف کے ناموں پر مبنی تعویذ پیش کیا

امّت کی ان جیسی قد آور شخصیات نے جب تعویذ لکھے تو پھر کوئی اور کیوں نہ لکھے؟ –
لہذا اہل حدیث حضرت نے بھی اس گمراہی کو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا
–   سوال یہ ہے کہ کس صحابی نے گلے میں تعویذ لٹکاے ؟ کس نبی نے تعویذ پہنا ؟   اور جس نبی پر قرآن نازل ہوا کیا اس کے دانت شہید نہ ہوئے ؟

واضح رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے کی اجازت دی تھی کیونکہ دم دعا کے مترادف ہے لہذا وہ دم جن میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں ان کی اجازت دی گئی ہے-   اس کے برعکس تعویذ ایک شے ہے جو لٹکائی جاتی ہے-   تعویذ اگر اسی ہی کارگر شے ہوتا تو اللہ کے نبی نے بتایا بھی ہوتا جبکہ اس کے برعکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قولی حدیث میں اس کی ممانعت آ رہی ہے-

---

بیہقی سنن الکبریٰ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , ثنا هَارُونُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

لَيْسَتْ التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ قَبْلَ الْبَلَاءِ إِنَّمَا التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ بَعْدَ الْبَلَاءِ لِتَدْفَعَ بِهِ الْمَقَادِيرَ
تعویذ نہیں جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت کے بعد دفع کے لئے لٹکایا جائے

اس کے برعکس حاکم مستدرک میں روایت بیان کرتے ہیں

وَحَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «لَيْسَتِ التَّمِيمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ بَعْدَ الْبَلَاءِ، إِنَّمَا التَّمِيمةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ قَبْلَ الْبَلَاءِ

عائشہ رضی اللہ روایت کرتی ہیں کہ تعویذ نہیں جو آفت کے بعد لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے

تعویذکے جواز سے متعلق تین روایات ہیں

وہ روایات جن میں عمر رضی اللہ عنہ کا سر درد میں بسم اللہ۔ ... کا تعویز ٹوپی میں رکھنے

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا دریائے نیل میں تعویز ڈالنے عائشہ رضی اللہ عنھا کا تعویز کو جائز سمجھنے والی روایت پلیز

حوالے کے ساتھ تحقیق چاہیے

جب قحط سالی کا عذاب آیا تو آپ کے حکم سے نیلِ مصر میں پانی کا بہاؤ پہلے سے زیادہ کیسے ھو گیا،آج تک اپنے بنیادی بہاؤ سے 16 فُٹ اوپر کیوں بہہ رہا ھے؟؟؟

جواب

سر درد کا نسخہ

فخر الدین رازی (المتوفى: 606هـ) نے اپنی تفسیر مفاتيح الغيب ایک واقعہ لکھا

كتب قيصر إلى عمر رضي الله عنه أن بي صداعا لا يسكن فابعث لي دواء، فبعث إليه عمر قلنسوة فكان إذا وضعها على رأسه يسكن صداعه، وإذا رفعها عن رأسه عاوده الصداع، فعجب منه ففتش القلنسوة فإذا فيها كاغد مكتوب فيه: بسم الله الرحمن الرحيم.
کہ روم کے بادشاہ قیصر نے جناب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ،میرے سر میں درد رہتا ہے ،اس کیلئے کوئی دوا بھیجئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ٹوپی اس کو بھیجی قیصر جب وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھتا ،اس کے سر کا درد ٹھیک ہو جاتا ،،جب ٹوپی اتارتا درد پھر شروع ہوجاتا ،،اس کو بڑا تعجب ہوا ،اس نے ٹوپی کو کھنگالا ،تو اس میں ایک کاغذ ملا جس پر ۔۔بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ لکھی تھی -

اس کا ذکر روح البيان المؤلف: إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي , المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ) میں بھی ہے
وكتب قيصر ملك الروم الى عمر رضى الله عنه ان بي صداعا لا يسكن فابعث الى دواء ان كان عندك فان الأطباء عجزوا عن المعالجة فبعث عمر رضى الله عنه قلنسوة فكان إذا وضعها على رأسه سكن صداعه وإذا رفعها عن رأسه عاد صداعه فتعجب منه ففتش في القلنسوة فاذا فيها كاغذ مكتوب عليه بسم الله الرّحمن الرّحيم

اللباب في علوم الكتاب المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني (المتوفى: 775هـ) میں بھی ہے
كتب قَيْصر إِلَى عمر – رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ – أَن بِي صداعا لَا يسكن، فَابْعَثْ لي دَوَاء، فَبعث إِلَيْهِ عمر

قلنسوة، فَكَانَ إِذا وَضعهَا على رَأسه سكن صداعه، وَإِذا رَفعهَا عَن رَأسه عَاد الصداع، فتعجب مِنْهُ ففتش القلنسوة، فَإِذا فِيهَا مَكْتُوب " بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم " [قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام: " من تَوَضَّأ وَلم يذكر اسْم الله تَعَالَى كَانَ طهُورا لتِلْك الْأَعْضَاء، وَمن تَوَضَّأ وَذكر اسْم الله تَعَالَى كَانَ طهُورا لجَمِيع بدنه

اس کی سند نہیں ہے

نیل میں عمر رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے پرزہ یا بطاقہ ڈالنے کا واقعہ کتاب العظمة از أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبِي الشيخ الأصبهاني (المتوفى: 369هـ) مذکور ہے کہ مصریوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ آج ۲۱ کی رات ہے شہر خالی ہو گا ایک کنواری کو نیل کی بھینٹ چڑھا یا جائے گا عمرو نے عمر کو لکھ بھیجا جواب آیا ہے قرہ نیل میں ڈال دو

حَدَّثَنَا أَبُو الطَّيِّبِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ أُتِيَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ حِينَ دَخَلَ يَوْمٌ مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوا: أَيُّهَا الْأَمِيرُ، إِنَّ لِنِيلِنَا هَذَا سُنَّةٌ لَا يَجْرِي إِلَّا بِهَا، فَقَالَ [ص:1425] لَهُمْ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: إِذَا كَانَ إِحْدَى عَشْرَةَ لَيْلَةً تَخْلُو مِنْ هَذَا الشَّهْرِ، عَمَدْنَا إِلَى جَارِيَةٍ بِكْرٍ بَيْنَ أَبَوَيْهَا، فَأَرْضَيْنَا أَبَوَيْهَا، وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الثِّيَابِ أَفْضَلَ مَا يَكُونُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي هَذَا النِّيلِ. فَقَالَ لَهُ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " إِنَّ هَذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا فِي الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، فَأَقَامُوا يَوْمَهُمْ، وَالنِّيلُ لَا يَجْرِي قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا، حَتَّى هَمُّوا بِالْجِلَاءِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَمْرٌو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِذَلِكَ، فَكَتَبَ أَنْ قَدْ أَصَبْتَ بِالَّذِي فَعَلْتَ، وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَبَعَثَ بِطَاقَةً فِي دَاخِلِ كِتَابِهِ، وَكَتَبَ إِلَى عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِطَاقَةً فِي دَاخِلِ كِتَابِي إِلَيْكَ، فَأَلْقِهَا فِي النِّيلِ» ، فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْبِطَاقَةَ فَفَتَحَهَا، فَإِذَا فِيهَا: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، إِلَى نِيلِ أَهْلِ مِصْرَ، أَمَّا بَعْدُ، " فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ، وَإِنْ كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُجْرِيكَ، فَأَسْأَلُ اللَّهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ أَنْ يُجْرِيَكَ، قَالَ: فَأَلْقَى الْبِطَاقَةَ فِي النِّيلِ قَبْلَ الصَّلِيبِ بِيَوْمٍ، وَقَدْ تَهَيَّأَ أَهْلُ مِصْرَ لِلْجَلَاءِ مِنْهَا، لِأَنَّهُ لَا تَقُومُ مَصْلَحَتُهُمْ فِيهَا إِلَّا بِالنِّيلِ، فَلَمَّا أَلْقَى الْبِطَاقَةَ أَصْبَحُوا يَوْمَ الصَّلِيبِ، وَقَدْ أَجْرَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سِتَّةَ عَشَرَ ذِرَاعًا فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَطَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تِلْكَ السُّنَّةَ السُّوءَ عَنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الْيَوْمِ

اس کی سند میں عَبْدُ اللهِ بنُ صَالِحِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ الجُهَنِيُّ ہے جس کا الذہبی نے دفاع کیا ہے اور ان کے شیخ ابن لھیعہ سے بھی محدثین نے روایت لی ہے

وَبِكُلِّ حَالٍ، فَكَانَ صَدُوْقاً فِي نَفْسِهِ، مِنْ أَوْعِيَةِ العِلْمِ، أَصَابَهُ دَاءُ شَيْخِهِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، وَتَهَاوَنَ بِنَفْسِهِ حَتَّى ضَعُفَ حَدِيْثُهُ، وَلَمْ يُتْرَكْ بِحَمْدِ اللهِ، وَالأَحَادِيْثُ الَّتِي نَقَمُوهَا عَلَيْهِ مَعْدُوْدَةٌ فِي سَعَةِ مَا رَوَى

امام احمد نے کہا عبد الله بن صالح فسد بأخرة، وليس هو بشيء آخری عمر میں اس کی عقل میں

فساد ہوا کوئی چیز نہیں
سند میں ایک مجہول عَمَّنْ حَدَّثَهُ ہے
لہذا سند ضعیف ہے

اس کی ایک اور سند کتاب الطيوريات صدر الدين، أبو طاهر السِّلَفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سِلَفَه الأصبهاني (المتوفى: 576هـ) میں ہے
أخبرنا محمد، أخبرنا أبو محمد (1) ، أخبرنا أبو العباس محمد بن جعفر بن محمد ابن كامل الحضرمي، سنة ثمان وثلاثين وثلاثمائة، حدثنا خير بن عرفة الأنصاري، حدثنا هانِئُ بن المتوكِّل الإسكندراني (2) ، حدثنا ابنُ لَهِيعَة، عن قيس بن الحجَّاج (3) ، قال: ((لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ، أَتَى أهلُهَا إِلَى عَمْرُو بن العاص حِينَ دَخَلَ بُؤْنَة (4) مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ، فقالُوا لَهُ: أَيُّها ألأَمِيرُ، إِنَّ لِنِيلِنَا هَذَا سُنَّةً لاَ يجْرِي إِلاَّ بِهَا، فقالَ لَهُمْ: وَما ذَلِكَ؟، فقالُوا: إِذَا كانَ ثِنْتَيْ عَشرةَ لَيْلَةً تَخْلُوا مِنْ هذَا الشَّهْرِ عَمَدْنَا إِلَى جارِيَةٍ بِكْرٍ بَيْنَ أَبَوَيْهَا (5) ، فَأَرْضَيْنَا أبوَيْهَا وَحَمَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ وَالثِّيَابِ أَفْضَلَ ما يَكُونُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي النِّيلِ، فقال لَهُمْ (6)
عمرُو: إِنَّ هَذَا لاَ يَكُونُ فِي [ل 214/ب] الإِسْلاَمِ، وَإِنَّ الإِسْلاَمَ يَهْدِمُ مَا كانَ قَبْلَهُ، فأَقَامُوا بُؤْنَة

لیکن وہ منقطع ہے
وفيه انقطاع أيضا لأن قيسا لم يسمع عن عمرو بن العاص.

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دریائے نیل ١٦ فٹ بلند ہو گیا – راقم کہتا ہے یہ سب جھوٹ ہے – ان کے پاس کیا شماریات Statistics ہیں کہ دریائے نیل ١٦ فٹ اوپر ہے – فرعون کے دور سے لے کر رومیوں اور نصرانیوں کے دور کے تمام شواہد پیش کریں اور ان کی صحت ثابت کریں کہ دور عمر میں ١٦ فٹ اوپر ہو گیا
اور آج تک اسی طرح بہہ رہا تو بات ہو گی
علم جغرافیہ والے کہتے ہیں نیل کا بھاؤ دور فرعون سے لے کر آج تک مسلسل کم ہو رہا ہے
غور کریں سورة الزخرف میں ہے
وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَاقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ
فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا ، لوگو ، کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے ، اور یہ نہریں میرے نیچے نہیں بہہ رہی ہیں؟

نیل سے ہی پانی لے کر فرعون کے محلوں میں نہریں بہہ رہی تھیں کیونکہ وہاں پانی کا کوئی اور ذریعہ نہیں تھا نہ ہے - آج ہم کو معلوم ہے کہ مصر اتنا زرخیز نہیں کہ نہریں قاھرہ میں بہہ رہی ہوں

نوٹ مصر میں ليلة النقطة کے نام سے ایک رات ١٧ جون میں تہوار کے طور پر منائی جاتی ہے

عائشہ رضی الله عنہا سے منسوب ایک روایت ہے لیکن اس میں متن میں اضطراب ہے

بیہقی سنن الکبریٰ میں عائشہ رضی الله تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , ثنا هَارُونُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

لَيْسَتْ التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ قَبْلَ الْبَلَاءِ إِنَّمَا التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ بَعْدَ الْبَلَاءِ لِتَدْفَعَ بِهِ الْمَقَادِيرَ
تعویذ وہ نہیں جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت کے بعد دفع کے لئے لٹکایا جائے

اس کے برعکس حاکم مستدرک میں روایت بیان کرتے ہیں

وَحَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «لَيْسَتِ التَّمِيمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ بَعْدَ الْبَلَاءِ، إِنَّمَا التَّمِيمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ قَبْلَ الْبَلَاءِ
عائشہ رضی الله روایت کرتی ہیں کہ تعویذ نہیں جو آفت کے بعد لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے

مضطرب المتن روایت بھی قابل رد ہوتی ہے کیونکہ یہ واضح نہیں رہا کہ کیا کہا گیا تھا

تعویذ کے جواز کی شروط

سوال بعض علماء کہتے ہیں تعویذ تین شرطوں گے ساتھ جائز ہے

اول یہ کہ وہ آیاتِ قرآنیہ اسمائے حسنیٰ وغیرہ پر مشتمل ہو۔

دوم عربی یا اس کے علاوہ ایسی زبان میں ہو جو معلوم المراد ہو۔

سوم یہ عقیدہ ہو کہ یہ تعویذ موٴثر بالذات نہیں ہے (اس کی حیثیت صرف دوا کی ہے) موٴثر بالذات صرف اللہ رب العزت ہیں۔

وقال ابن حجر: وقد أجمع العلماء على جواز الرقى عند اجتماع ثلاثة شروط أن يكون بكلام الله تعالى أو بأسمائه وصفاته وباللسان العربی أو بما يعرف معناه من غيره وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى

(فتح الباري: الطب والرقى بالقرآن والمعوذات: ۵۷۳۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ایسے رقیے اور تعویذ کی اجازت دی ہے جس میں شرک نہ ہو

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاہِلِیَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّہِ، كَيْفَ تَرَى فِی ذَلِکَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَیَّ رُقَاکُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيہِ شرکٌ، رواہ مسلم (مشکاۃ: ۳۸۸/۲)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو تعویذ کے کلمات لکھ کر دیے تھے جس کی وجہ سے ان کو پریشان کرنے والا شیطان ہلاک ہوگیا۔

جواب

رقی کا مطلب منتر و جھاڑ پھونک ہے اس کو دم کرنا کہتے ہیں ، اس میں الفاظ زبان سے ادا کیے جاتے ہیں

اس کا حکم دعا کے تحت ہے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ایسے رقیے کی اجازت دی ہے جس میں شرک نہ ہو: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِی فِی الْجَاہِلِیَّۃِ، فَقُلْنَا: یَا رَسُولَ اللَّہِ، کَیْفَ تَرَی فِی ذَلِکَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَیَّ رُقَاکُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَی مَا لَمْ یَکُنْ فِیہِ شِرکٌ، رواہ مسلم (مشکاۃ: ۳۸۸/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے فرمایا اپنے دم کو مجھ پر پیش کرو یعنی دم میں برائی نہیں اگر اس میں شرک نہ ہو- اس روایت میں تمیمہ یا تعویذ کے الفاظ نہیں ہیں

ابو دجانہ والی روایت بیہقی نے دلائل النبوہ میں دی ہے ہے البتہ کیا کلمات پڑھے گئے یا تعویذ کی صورت لکٹا لئے گئے؟
سند ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرَوَيْهِ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَبِيبِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دُجَانَةَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَبِي دُجَانَةَ وَاسْمُ أَبِي دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ خَرَشَةَ بْنِ لَوْزَانَ الْأَنْصَارِيُّ أَمْلَاهُ عَلَيْنَا بِمَكَّةَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ بِبَابِ الصَّفَا سَنَةَ خَمْسٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ، وَكَانَ مَخْضُوبَ اللِّحْيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي خَالِدُ بْنُ أَبِي دُجَانَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي أَبَا دُجَانَةَ يَقُولُ

یہ روایت ضعیف ہے -
دور نبوی میں صرف دم ہوتا تھا – تعویذ لکھ کر لٹکانا مسلمانوں کا کام نہیں تھا – البتہ اس کو یہودی کرتے تھے اور مشرک سیپی وغیرہ یا اس طرح کی کوئی چیز لکٹاتے تھے
اس سے منع کیا گیا اور دم کی اجازت دی گئی
آجکل اس کو ملا دیا جاتا ہے کہ دم کی احادیث کو تعویذ لٹکانے کے جواز میں پیش کیا جا رہا ہے

نعل شریف کو تعویذ کے طور پر لوگ استعمال کرتے ہیں؟

جواب
آج سے ۳۰ سال پہلے نعل شریف نظر نہیں اتی تھی لیکن چند سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے اس کے عکس ہمارے شہروں میں نظر آنے لگے ہیں. اس کا سہرا شاید وسطی ایشیا کی مسلم قوموں کے سر باندھتا ہے جہاں سے یہ یہاں آ پہنچا ہے ویسے بھی صوفی سلسلوں کو اپنی مشہوری کے لئے اس طرح کے لوازمات کی ضرورت رہتی ہے - واضح رہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم کا لعاب دھن ، پسینہ ، بال سب متبرک تھے   لیکن ان کے نعل کی شبیہہ بنانا کہاں کی دینداری ہے

تاریخ کے مطابق نعل شریف کا پہلا ذکر خلیفہ المہدی کے حوالے سے ملتا ہے جس نے نعلین کو مصلحت کے تحت خریدا . ابن کثیر نے امیرالمومنین محمد المہدی کے مناقب بیان کرتے ہوئے تاریخ ابن کثیر ج ۱۰ ص ۱۵۳ میں لکھا ہے کہ

وَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يَوْمًا وَمَعَهُ نَعْلٌ فَقَالَ: هَذِهِ نعل رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَهْدَيْتُهَا لَكَ. فَقَالَ: هَاتِهَا، فَنَاوَلَهُ إِيَّاهَا، فَقَبَّلَهَا وَوَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ وَأَمَرَ لَهُ بِعَشَرَةِ الْآفِ دِرْهَمٍ. فَلَمَّا انْصَرَفَ الرَّجُلُ قَالَ الْمَهْدِيُّ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَ هَذِهِ النَّعْلَ، فَضْلًا عَنْ أَنْ يَلْبَسَهَا، وَلَكِنْ لَوْ رَدَدْتُهُ لذهب يقول للناس: أهديت إليه نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فردها على فتصدقه النَّاسِ
ایک دن محمد المہدی کے پاس ایک شخص آیا جس کے پاس ایک جوتی تھی۔ اس نے کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی ہے جو میں آپ کو تحفتاً پیش کرتا ہوں۔ پس اس نے یہ نعل لے لیا، اسے بوسہ دیا اور اپنے دائیں طرف رکھا اور اس شخص کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو مہدی نے کہا بخدا میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ جوتی رسولﷺ نے پہنی تو کیا اسے کبھی دیکھابھی نہ ہوگا لیکن اگر میں یہ اسے واپس کردیتا تو وہ جاکر لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میں نے مہدی کو رسول اﷲﷺ کے نعل کا تحفہ دیا جو اس نے لوٹا دیا اور لوگ اس کی بات کو سچ سمجھتے ۔

المہدی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جوتی اتنی اچھی حالت میں کیسے ہو سکتی ہے کہ گویا نبی صلی الله علیہ وسلم نے اس کو کبھی دیکھا ہی نہ ہو گا . عرف عام میں ایسی چیزوں کو جعل سازی کہتے ہیں . لیکن صرف مصلحتا اس جعل ساز سے خریدا

ابن کثیر کتاب البداية والنهاية ج ٦ ص ٧ میں لکھتے ہیں

قُلْتُ: وَاشْتُهِرَ فِي حُدُودِ سَنَةِ سِتِّمِائَةٍ وَمَا بَعْدَهَا عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ التُّجَّارِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ أَبِي الْحَدْرَدِ، نَعْلٌ مُفْرَدَةٌ ذَكَرَ أَنَّهَا نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَامَهَا الْمَلِكُ الْأَشْرَفُ مُوسَى بْنُ الْمَلِكِ الْعَادِلِ أَبِي

بَكْرِ بْنِ أَيُّوبَ مِنْهُ بِمَالٍ جَزِيلٍ فَأَبَى أَنْ يَبِيعَهَا، فَاتَّفَقَ مَوْتُهُ بَعْدَ حِينٍ، فَصَارَتْ إِلَى الْمَلِكِ الْأَشْرَفِ الْمَذْكُورِ، فَأَخَذَهَا إِلَيْهِ وَعَظَّمَهَا، ثُمَّ لَمَّا بَنَى دَارَ الْحَدِيثِ الْأَشْرَفِيَّةَ إِلَى جَانِبِ الْقَلْعَةِ، جَعَلَهَا فِي خِزَانَةٍ مِنْهَا، وَجَعَلَ لَهَا خَادِمًا، وَقَرَّرَ لَهُ مِنَ الْمَعْلُومِ كُلَّ شَهْرٍ أربعون دِرْهَمًا، وَهِيَ مَوْجُودَةٌ إِلَى الْآنَ فِي الدَّارِ الْمَذْكُورَةِ

میں کہتا ہوں سن ٦٠٠ کی حدود میں اور اس کے بعد تاجروں میں سے ایک شخص جس کو ابن ابی الحدرد کہا جاتا تھا مشہور ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جوتی اس کے پاس ہے الْمَلِكُ الْأَشْرَفُ مُوسَى بْنُ الْمَلِكِ الْعَادِلِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَيُّوبَ نے اس پر زور ڈالا کہ ایک کثیر رقم کے بدلے اس کو خرید لے لیکن وہ اس سے مانع ہوا اور اس تاجر کی موت کے بعد یہ الملک الاشرف کو ملی جس نے اس کو لیا اور اس کی تکریم کی پس جب دار الحدیث الاشرفیہ قلعہ کی جانب بنا تو اس جوتی کو اس کے خزانے میں سے بنا دیا اور اس پر خادم مقرر کیا اور اس کے لئے فی مہینہ چالیس درہم مقرر کیے اور یہ ابھی بھی اس جگہ موجود ہے

اليونيني (المتوفى: 726 هـ) کتاب ذيل مرآة الزمان میں لکھتے ہیں کہ ملک الاشرف نے تیس ہزار درہم کے بدلے میں اس جوتی کو ابن أبي الحديد سے حاصل کیا اور

أن صاحبه ابن أبي الحديد كان يسافر به إلى الملوك فيعطوه الأموال

اس کے صاحب ابن ابی الحدید نے اس جوتی کو بادشاہوں کو دکھانے کے لئے سفر کرتے اور وہ ان کو مال دیتے

ذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

فإنَّ الحافظ ابن السَّمْعاني ذكر: أنَّه رأى هذا النَّعْل لَمّا قَدِمَ دمشق عند الشيخ عبد الرحمن بن أبي الحديد في سَنَةِ ستٍّ وثلاثين وخمسمائة. وكان الأشرف يُقَرِّبُهُ لأجله، ويُؤثِرُ أن يشتريَه منه، ويقفه في مكان يُزَار فيه، ....، وأقرَّه بدارِ الحديث بدمشق.

بے شک حافظ ابن السَّمْعاني نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس جوتی کو سن ٥٣٦ ھ میں دیکھا جب وہ شیخ عبد الرحمان بن ابی الحددید کے ساتھ دمشق پہنچی . اور اشرفیہ اس جوتی کی وجہ سے ان کے پاس جاتی اور ان پر اس کو بیچنے کے لئے اثر انداز ہوتی اور انہوں نے ایک مکان اس کی زیارت کے لئے وقف کر دیا .. یہاں تک کہ یہ جوتی دار الحدیث دمشق پہنچی

کہا جاتا ہے اس جوتی کو مدرسہ دماغیہ دمشق منتقل کر دیا گیا تھا . ایک رائے یہ بھی ہے اس کو ترکوں نے استنبول منتقل کر دیا تھا لیکن لبنانی محقق جبریل فواد الحداد نے اپنی تحقیق دار الحدیث الاشرافیہ میں لکھا ہے کہ یہ جوتی ایک لکڑی کے ڈبے میں رکھی گئی اس کو محراب کے اوپر استوار کیا گیا لیکن ٨ ہجری میں تاتاریوں کے حملے میں دار الحدیث جل گیا اور اس کے ساتھ یہ جوتی بھی ضائع ہو گئی

أبوالعباس أحمد ابن محمد ابن أحمد ابن يحيى القرشي التلمساني (١٠٤١ ھ) نے کتاب فتح المتعال في مدح النعال میں نعل شریف کے باقاعدہ نقش بنائے اور آج تک وہی نقش مختلف انداز میں موجود ہیں.

أبوالعباس أحمد ابن محمد ابن أحمد ابن يحيى القرشي التلمساني (١٠٤١ ھ) نے کتاب فتح المتعال في مدح النعال میں نعل شریف کے بارے میں لکھا ہے کہ

یہ جس لشکر میں ہو، اس کو کبھی شکست نہ ہو جس قافلے میں ہو وہ قافلہ لوٹ مار سے محفوظ رہے جس گھر میں ہو وہ گھر جلنے سے محفوظ رہے گا جس سامان میں ہو وہ چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔ جس کشتی میں ہو وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی جو کوئی صاحب نقش نعل سے کسی حاجت میں توسط کرے وہ حاجت پوری ہو اور ہر مشکل آسان ہو۔

لیکن افسوس اس کی شبیہہ ہونے کے باوجود مسلم علاقوں کی تباہ حالی سب کے سامنے ہے

پنجہ پاک کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟

جواب

مسلمانوں میں سے گروہ شیعہ نے ہاتھ کا نشان اپنے لئے پسند کیا ہے یہ اسلامی نشان نہیں- اس کو الخمسہ یا پنجہ کہا جاتا ہے- قدیم زمانے میں اس نشان کو ستارہ الزہرہ یا سیارہ وینس کا ہاتھ کہا جاتا ہے جس کی پرستش مشرق الوسطی میں ہوتی تھی اور اس نشان کو دیوی کی حفاظت سمجھا جاتا– فاطمہ رضی الله عنہا کو بھی الزہرہ کہا جاتا ہے جو ایک مشہور بلا سند لقب عوام میں مشہور ہے اور ان کو اس الخمسہ میں خاص اہمیت حاصل ہے لہذا اس نشان کو دست فاطمہ بھی کہا جاتا ہے- پنجہ کو پنج تن یا پانچ اجسام سے بھی منسوب کیا جاتا ہے جس میں علی فاطمہ حسن حسین اور محسن ہیں- ہندؤں میں اس کو مدرہ کہا جاتا ہے جس میں ہاتھوں سے اشارہ کیا جاتا ہے اور مذہبی رقص میں اس کی ترتیب بہت اہم ہوتی ہے- یہ نشان یہودی تصوف میں بھی مشہور ہے

https://ar.wikipedia.org/wiki/خمسة_(تعويذ)

شیعوں میں مختلف علاقوں میں اس تعویذ کے الگ الگ نام ہیں

ید فاطمہ ، ید ابو الفضل عباس، کف عباس، دست فاطمہ، پنجہ پاک، الخميسة ، الخمسہ وغیرہ

انگوٹھی پر آیات یا اسماء الحسنی کندہ کروانا

صحیح احادیث کے مطابق رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی تھی جس پر محمد رسول الله کندہ تھا -اس کو اپ صلی الله علیہ وسلم بطور مہر استعمال کرتے تھے- لیکن بعد میں یہ انگوٹھی عثمان رضی الله عنہ سے مدینہ میں اریس نامی ایک کنواں میں گر گئی اور ملی نہیں

کتب اہل سنت

طبقات الکبری از ابن سعد کی روایت ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلابِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: قَرَأْتُ نَقْشَ خَاتَمِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي صُلْحِ أَهْلِ الشَّامِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

ابی اسحق الشیبانی نے کہا میں نے علی کی انگوٹھی پر نقش اہل شام سے صلح کے وقت دیکھا اس پر لکھا تھا محمد رسول اللہ

سند میں أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ الكوفي ہے جس کو سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزَ یا سُلَيْمَانُ ابْنُ خَاقَانَ یا سُلَيْمَان بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بھی کہا جاتا ہے - اس نے علی کو نہیں پایا اور اس طرح کی انگوٹھی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی تھی جو معدوم ہوئی- کتاب إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع از المقريزي (المتوفى: 845هـ) کے محقق محمد عبد الحميد النميسي کہتے ہیں

قال أحمد بن يحى بن جابر: نسبت إلى أريس رجل من المدينة من اليهود، عليها مال لعثمان بن عفان رضى اللَّه عنه، وفيها سقط خاتم النبي صلّى اللَّه عليه وسلّم من يد عثمان، في السنة السادسة من خلافته، واجتهد في استخراجه بكل ما وجد إليه سبيلا، فلم يوجد إلى هذه الغاية، فاستدلوا بعد به على حادث في الإسلام عظيم
احمد بن یحیی بن جابر نے کہا : اس کنواں کی نسبت اریس کی طرف ہے جو مدینہ کا ایک یہودی تھا اور اس پر عثمان کا مال لگا اور کنواں میں رسول الله صلّى اللَّه عليه وسلّم کی مہر عثمان کے ہاتھ سے گری ان کی خلافت کے چھٹے سال اور انہوں نے اس کو نکالنے کا اجتہاد کیا لیکن کوئی سبیل نہ پائی اس میں کامیاب نہ ہوئے اور اس پر استدلال کیا گیا کہ یہ اسلام کا ایک عظیم حادثہ ہے

یعنی محمد رسول الله کے الفاظ سے کندہ کرائی انگوٹھی کھو گئی تھی- رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ وہ اس طرح کی انگوٹھی اپنے لئے بناتا

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ"، ثُمَّ قَالَ: "لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ": هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ: "لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ"، نَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَى خَاتَمِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

رسول الله نے حکم دیا اس نقش (محمد رسول الله) کو کوئی اور کندہ نہ کروائے

طبقات الکبری از ابن سعد کی روایت ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبَانُ بْنُ قَطَنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى: أَنَّ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ تَخَتَّمَ فِي يَسَارِهِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى نے کہا علی سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے
اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى ہے جس کو امام احمد نے مضطرب الحديث قرار دیا ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلالٍ عَنْ جعفر بن محمد عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَلِيًّا تَخَتَّمَ فِي الْيَسَارِ.

جعفر بن محمد نے علی سے انہوں نے باپ سے روایت کیا کہ علی سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے

معجم ابن الأعرابي از أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم البصري الصوفي (340ھ) کی روایت ہے

نا مُحَمَّدٌ الْغَلَابِيُّ، نا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ عَلِيٍّ «الْمُلْكُ لِلَّهِ، عَلِيٌّ عَبْدُهُ»

جعفر بن محمد نے علی سے انہوں نے باپ سے روایت کیا کہ علی انگوٹھی پہنتے تھے جس پر نقش تھا اللہ کے لئے بادشاہت ہے علی اس کا بندہ ہے

سند میں امام جعفر ہیں جو روایت حدیث میں مضطرب ہیں

طبقات الكبرى از ابن سعد کی روایت ہے

[قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الأَشْيَبُ وَعَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْمِصْرِيُّ قَالا: أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ عَلِيٍّ: اللَّهُ الْمَلِكُ] . [قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ عَلِيٍّ: اللَّهُ الْمَلِكُ] .

جابر جعفی نے ابن حنفیہ سے روایت کیا کہ علی کی انگوٹھی پر لکھا تھا اللہ الملک

اس کی سند میں جابر جعفی سخت ضعیف ہے

کتب اہل تشیع

مستدرك سفينة البحار از علي النمازي میں ہے

عن الصّادق، عن أبيه(عليهما السلام): إنّ خاتم رسول الله(صلى الله عليه وآله) كان من فضّة ونقشه «محمّد رسول الله». قال: وكان نقش خاتم عليّ(عليه السلام): الله الملك. وكان نقش خاتم والدي رضي الله عنه: العزّة لله

امام جعفر صادق نے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس پر نقش تھا محمد رسول اللہ اور علی کی انگوٹھی پر نقش تھا اللہ الملک اور امام جعفر کے باپ کی انگوٹھی پر نقش تھا عزت اللہ کی ہے

مستدرك سفينة البحار از علي النمازي میں ہے

الكافي: عن أبي عبدالله(عليه السلام) قال: في خاتم الحسن والحسين الحمدلله(3).

وعن الرّضا(عليه السلام): كان نقش خاتم الحسن: العزّةلله، وخاتم الحسين: إنّ الله بالغ أمره(4).

الکافی از کلینی میں ہے ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ امام حسن و حسین کی انگوٹھی پر کندہ تھا الحمد للہ اور امام رضا سے روایت ہے حسن کی انگوٹھی پر لکھا تھا العزّةلله، اور حسین کی انگوٹھی پر لکھا تھا إنّ الله بالغ أمره

قرآن کی آیت إنّ الله بالغ أمره سورہ طلاق میں ہے

مستدرك سفينة البحار از   علي النمازي میں ہے

أمالي الصدوق: عن الباقر(عليه السلام): كان للحسين بن عليّ(عليه السلام) خاتمان نقش أحدهما: لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله، ونقش الآخر: إنّ الله بالغ أمره. وكان نقش خاتم عليّ بن الحسين(عليه السلام): خزي وشقي قاتل الحسين بن عليّ(عليه السلام)(5). في أنّ الحسين(عليه السلام) أوصى إلى ابنه عليّ بن الحسين(عليه السلام) وجعل خاتمه في إصبعه وفوّض أمره إليه، ثمّ صار الخاتم إلى محمّد بن عليّ، ثمّ إلى جعفر بن محمّد وكان يلبسه كلّ جمعة ويصلّي فيه، فرآه محمّد بن مسلم في إصبعه وكان نقشه: لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله(6).
أمالي از الصدوق میں امام   الباقر(عليه السلام) سے روایت ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام کی انگوٹھیاں تھیں- ان میں سے   ایک پر لکھا تھا لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله اور دوسری پر لکھا تھا إنّ الله بالغ أمره اور علی بن حسین علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ تھا ذلیل و رسوا ہوں حسین بن علی کے قاتل کیونکہ حسین نے اپنے بیٹے علی بن حسین کو امر سونپ دیا تھا پھر یہ انگوٹھی گئی محمد بن علی کے پاس وہ اس کو ہر جمعہ پہنتے اور اسی میں نماز پڑھتے اس کو محمد بن مسلم نے ان کی انگلی میں دیکھا کہ اس پر کندہ تھا   لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله

بحار الأنوار از   محمد باقر المجلسي کی کتاب میں ہے
عن سعد: عن ابن عيسى، عن ابن فضال، عن ابن بكير، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن لرسول الله صلى الله عليه واله عشرة أسماء: خمسة منها في القرآن، وخمسة ليست في القرآن، فأما التي في القرآن: فمحمد، وأحمد، وعبد الله، ويس، ون، وأما التي ليست في القرآن: فالفاتح، والخاتم، والكاف، والمقفي، والحاشر

محمد بن مسلم نے أبي جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ نام قرآن میں ہیں اور پانچ اس میں نہیں ہیں – جو پانچ قرآن میں ہیں وہ ہیں محمد ، احمد ، عبد اللہ ، یس، ن اور جو نہیں ہیں وہ ہیں فاتح ، خاتم، کاف اور مقفی اور حاشر

یہ نام ہی تعویذات میں لکھے جاتے ہیں

انگوٹھیوں پر اسماء الحسنی اور آیات قرانی کندہ کروانا دونوں اہل سنت اور اہل تشیع نے اہل بیت النبی سے منسوب کیا ہے - اس کا مقصد کیا تھا مہر تھی یا تعویذ یہ واضح نہیں ہوا

انگوٹھیوں میں پتھر پہنا

کتب اہل سنت

صحیح مسلم اور مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا»

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا

ترجمہ : یحیی بن ایوب، عبداللہ بن وہب، مصری یونس بن یزید ابن شہاب، حضرت انس بن مالک (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔

حدیث:990
و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الزُّرَقِيُّ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِينِهِ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ
عثمان بن ابی شیبہ، عباد بن موسی، طلحہ بن یحیی، حضرت انس بن مالک (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی تھی جس میں حبشہ کا نگینہ تھا انگوٹھی پہنتے وقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی رخ کی طرف کرلیتے تھے۔

محمد فؤاد عبد الباقي شرح میں لکھتے ہوں

(حبشيا) قال العلماء يعني حجرا حبشيا أي فصا من جزع أو عقيق فإن معدنهما بالحبشة واليمن وقيل لونه حبشي أي أسود

علماء کہتے ہیں حبشی پتھر تھا یعنی نگ سنگ مرمر کا یا عقیق کا تھا اور کہا جاتا ہے کالا تھا جیسے حبشی ہوتے ہیں

بیہقی شعب الایمان میں اس روایت پر کہتے ہیں

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ كَانَ خَاتَمَانِ أَحَدُهُمَا فَصُّهُ حَبَشِيًّا،

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ کے پاس انگوٹھیاں تھیں جن میں ایک میں حبشہ کا نگ لگا تھا

صحیح مسلم کی اس روایت میں یونس بن یزید الایلی، صاحب الزهري کا تفرد ہے- یہ مختلف فیہ ہے ابن سعد نے کہا لیس بحجة حجت نہیں ہے اور امام وکیع نے کہا سيئ الحفظ اس کا حافظہ خراب ہے اور امام احمد نے اس کی بعض احادیث کو منکر قرار دیا
وقال الاثرم: ضعف أحمد أمر يونس.
الاثرم نے کہا احمد نے یونس بن یزید الایلی، صاحب الزهري کے کام کو ضعیف کہا

علمائے اہل سنت میں سے بعض مثلا اہل حدیث اور وہابیوں کے نزدیک یہ پتھر بطور زینت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا

یہ قول قابل غور ہے کہ ائمہ شیعہ عقیق نماز کے وقت پہنتے کیونکہ قرآن میں ہے

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ

اے بنی آدم ہر سجدے پر اپنی زینت لو

کتب اہل تشیع

کتاب بشارة المصطفى (صلى الله عليه وآله) لشيعة المرتضى (عليه السلام) کے مطابق
حدثنا عبد الرزاق ، عن معمر ، عن الزهري ، عن عروة ، عن عائشة : قالت :« دخلت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وفي يده خاتم فضة عقيق فقلت : يارسول الله ما هذا الفص ؟ فقال لي : من جبل أقر لله بالربوبية ولعلي بالولاية ولولده بالامامة ولشيعته بالجنة
عائشہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ (صلى الله عليه وآله) کے پاس داخل ہوئی دیکھا ان کے ہاتھ میں عقیق کی چاندی کی انگوٹھی ہے پوچھا یہ نگ کس لئے؟ فرمایا : یہ پہاڑ ہے جو اللہ کی ربوبیت کا اقراری ہے اور علی کی ولایت کا اور ان کی اولاد کی امامت کا اور ان کے شیعوں کے لئے جنت کا
یہ روایت عبد الرزاق سے صحیح سند سے ہے لیکن کتب اہل سنت میں نہیں ملی

مسند امام الرضا میں ہے
عنه عن علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن على بن معبد، عن الحسين بن خالد عن الرضا عليه السلام، قال: كان أبو عبد الله عليه السلام يقول: من اتخذ خاتما فصه عقيق لم يفتقر ولم يقض له إلا بالتى هي أحسن

الحسين بن خالد نے امام الرضا سے روایت کیا کہ أبو عبد الله عليه السلام نے کہا جس نے عقیق کو انگوٹھی چاندی کے ساتھ لی وہ فقیر نہ ہو گا اس کا کوئی کام پورا نہ ہو گا لیکن احسن انداز سے

اہل تشیع کی بعض روایات میں ہے عقیق أصفر پہنو یا عقیق احمر پہنو

الکافی از کلینی میں ہے

عنه، عن بعض أصحابه، عن صالح بن عقبة، عن فضيل بن عثمان، عن ربيعة الرأي قال: رأيت في يدعلي بن الحسين عليه السلام فص عقيق فقلت: ماهذا الفص؟ فقال: عقيق رومي، وقال رسول الله صلى الله عليه وآله: من تختم بالعقيق قضيت حوائجه.
(12631 5) عنه، عن بعض أصحابه رفعه قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: العقيق أمان في السفر.

ربيعة الرأي نے کہا میں نے علی بن حسین کے ہاتھ میں عقیق کا نگ دیکھا پوچھا یہ کیسا نگ ہے ؟ کہا یہ رومی عقیق ہے اور رسول الله صلى الله عليه وآله نے فرمایا جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اس کی حاجات پوری ہوئیں- اور ... ابو عبد اللہ سے روایت ہے عقیق سے سفر میں امان ملتی ہے

فیروزہ پہننے پر روایات

وسائل الشيعة باب استحباب لبس الداعي خاتم فيروزج وخاتم عقيق
أحمد بن فهد في (عدة الداعي) عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : قال الله عز وجل : إني لأستحيي من عبدي يرفع يده وفيها خاتم فيروزج فأردها خائبة

بحار الأنوار از محمد باقر المجلسي کی کتاب میں ہے
الصادق عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه واله: قال الله سبحانه:
إني لاستحيي من عبد يرفع يده وفيها خاتم فيروزج فأردها خائبة.

حدیث قدسی ہے کہ میں اس سے حیا کرتا ہوں کہ بندہ ہاتھ دعا کے لئے بلند کرے اور اس میں فیروزہ ہو اور میں اس کو قبول نہ کروں

ابن سبا کا فلسفہ

یہود کے مطابق عقیق اور فیروزہ ان دو پتھروں کا تعلق یہود کے ۱۲ میں سے دو قبیلوں سے تھا جن کے نام دان اور نفتالی ہیں – یہ یہود کے کھو جانے والے قبائل ہیں –

ہیکل سلیمانی کے امام کے گلے کے ہار میں ۱۲ نگ ہونے چاہییے ہیں جو ۱۲ قبائل سے منسوب ہیں – توریت کتاب خروج میں ہے

Exodus 28:18 the second row shall be turquoise, lapis lazuli and emerald;
Exodus 28:19 the third row shall be jacinth, agate and amethyst;

دوسری رو میں فیروزہ … ہو گا

تیسری میں … عقیق ہو گا

یہود کی کتاب ترجم میں ہے

Targum, Jewish Magic and Superstition, by Joshua Trachtenberg, 1939

Shebo [agate] is the stone of Naphtali
Turquoise is the stone of Dan

شیبو یا عقیق یہ نفتالی کا پتھر ہے

فیروزہ یہ دان کا نگ ہے

یہودی محقق ٹیوڈر پارفٹ لکھتے ہیں

The Road to Redemption: The Jews of the Yemen, 1900 - 1950 by Tudor Parfitt, 1996, Brill Publisher, Netherland

In the nineteenth century even the Jewish world knew relatively little of the Jews of South Arabia. In 1831 Rabbi Yisrael of Shklov sent an emissary to Yemen ... emissaries who had visited Yemen some years before and who had claimed to have met members of the tribe of Dan in the deserts of Yemen..

انیسویں صدی میں دنیائے یہود کو جزیرہ العرب کے جنوب میں یہود کے بارے میں بہت کم معلومات تھیں – سن ۱۸۳۱ میں ربی اسرائیل جو شخلو کے تھے انہوں نے ایک سفارتی وفد یمن بھیجا جہاں ان کی ملاقات یہودی قبیلہ دان کے لوگوں سے ہوئی جو یمن کے صحراء میں ٹھرے

The conviction that the lost tribes were to be found in the more remote areas of the Yemen was one which was shared by the Yemenite Jews themselves. Over the centuries they had elaborated numerous legends about the tribes, and particularly about the supposed valour of the Tribe of Dan

یہ یقین کہ کھوئے ہوئے قبیلے یمن کے دور افتادہ علاقوں میں ملیں گے یہ یقین یمنی یہودیوں کو بھی ہے – صدیوں سے ان کے قبائل کے بارے میں بہت سی حکایتیں جمع ہیں جن میں قبیلہ دان کی بہادری کے تزکرے ہیں

راقم کہتا ہے ابن سبا بہت ممکن ہے دان یا نفتالی قبیلہ کا تھا جو یمن میں آباد تھے اور لشکر علی میں شامل ہو کر کوفہ پہنچے اور شیعوں میں مل گئے لیکن قبائلی عصبیت باقی رہی اور اپنے قبیلوں سے منسوب نگوں کو اہل بیت کی انگوٹھیوں میں لگوا دیا یعنی ان سے منسوب کیا

کیا یہ روایت صحیح ہے؟

سنن ابو داود ، مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ، قَالَ : سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بْنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ : " كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ الصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوقَ ، وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْإِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرِ مَحَلِّهِ أَوْ عَنْ مَحَلِّهِ وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ " ، قَالَ أَبُو دَاوُد : انْفَرَدَ بِإِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتیں ناپسند فرماتے تھے، زردی یعنی خلوق کو، سفید بالوں کے تبدیل کرنے کو ، تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کو، سونے کی انگوٹھی پہننے کو، بے موقع و محل اجنبیوں کے سامنے عورتوں کے زیب و زینت کے ساتھ اور بن ٹھن کر نکلنے کو، شطرنج کھیلنے کو، معوذات کے علاوہ سے جھاڑ پھونک کرنے کو، تعویذ اور گنڈے لٹکانے کو اور ناجائز جگہ منی ڈالنے کو، اور بچے کے فساد کو یعنی اسے کمزور کرنے کو اس طرح پر کہ ایام رضاعت میں اس کی ماں سے صحبت کرے البتہ اسے حرام نہیں ٹھہراتے تھے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اہل بصرہ اس حدیث کی سند میں منفرد ہیں، واللہ اعلم

جواب

اس کی سند ضعیف ہے – سند میں عبد الرحمن بن حرملة الكوفي ہے امام علی بن المديني کتاب العلل (170) میں کہتے ہیں

لا أعلم أحداً روى عن عبد الرحمن بن حرملة هذا شيئاً إلا من هذا الطريق، ولا نعرفه في أصحاب عبد الله

ہم نہیں جانتے کہ عبد الرحمن بن حرملة سے کسی نے اس کے سوا روایت کیا ہو اس طرق سے اور نہ ہم اس کو اصحاب عبد اللہ ابن مسعود کے طور پر جانتے ہیں

بعض کا کہنا ہے ہم تعویذ کو نافع ضار نہیں سمجھتے تو پھر کیونکر شرک اور حرام ہو گا تعویذ دوا کی طرح ہے اور تعویذ کو علاج کے طور پر استعمال کرتے ہیں؟

جواب

تعویذ کا ترجمہ عربی میں پناہ دینے والی چیز ہے

قل اعوذ ہم پڑھتے ہیں کہ کہو پناہ مانگتا ہوں

اس لفظ کا مادہ عوذہ سے ہے

اس طرح اس کو عرب کبھی بھی دوا نہیں کہتے

یہ لفاظی صرف بر صغیری مسلمان ہی ایجاد کر سکتے ہیں

جب اپ کسی چیز کو عوذہ یا تعویذ قرار دیں تو پھر عربی سمجھنے والے فرشتے اس کو کیوں یہ نہ سمجھیں کہ کسی غیر اللہ چیز کو پناہ دینی والی چیز سمجھا گیا ہے ؟ ظاہر ہے یہ تعویذکرنے کا عمل نامہ عمل میں اس طرح درج ہو گا جس طرح اس چیز کو پکارا گیا ہے

دم اور تعویذ کا فائدہ تقدیر کے مطابق ہوتا ہے

عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ۔

جامع الترمذی ، رقم الحديث: 1991

ترجمہ: حضرت ابو خزامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ !تعویذ ، دوا اور ڈھال کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں : کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر کو بدل سکتی ہیں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چیزوں سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ بھی تقدیر میں لکھے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔

یہ روایت درست ہے؟

جواب صحابی نے سوال کیا

أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا

آپ کیسا دیکھتے ہیں اس دم کو جس سے ہم دم کرتے ہیں

اس دوا کو جس سے ہم علاج کرتے ہیں

اس بچانے والی کو جس سے ہم بچاتے ہیں

شارحین نے لفظ تُقَاةً پر بحث کی ہے

وقاة ؛ من وقى ، وهي اسم ما يلتجئ به الناس من خوف الأعداء كالترس

یہ وقاۃ سے اور اس سے مراد وہ ہے جو دشمن کے خوف پر کیا جائے مثلا ہیلمٹ یا خود پہننا

اس روایت میں تعویذ کا لفظ نہیں ہے

الیاس گھمن کے نزدیک رقیہ میں دم اور تعویذ دونوں آتے ہیں اس بارے میں وضاحت درکار ہے؟

جواب

رقیہ عربی میں دم کو کہتے ہیں اور تعویذ کسی چیز کو کہتے ہیں جو لٹکائی جائے

مدعا کے حساب سے دونوں کا مقصد اپنے آپ کو بچانا ہے

لیکن شرع میں دم جائز ہے کیونکہ وہ دعا ہے اور تعویذ حرام ہے کیونکہ وہ چیز ہے اللہ تعالی نہیں ہے

تعویذ کے جواز کے دلائل کا جائزہ

فرقہ پرست تعویذ کے جواز پر جو دلائل دیتے ہیں ان پر تبصرہ یہاں ایک جگہ کیا گیا ہے

فرقوں کی دلیل قرآن شفا ہے

قرآن میں ہے

وننزل من القرآن ما ھوشفاء ورحمۃ للمومنین۔

سورۃ بنی اسرائیل

اور ہم نے قرآن نازل کیا جو کہ مومنین کے لیے سراپا شفا اور رحمت ہے۔

تبصرہ
اس آیت کا تعلق قلبی بیماریوں سے ہے جن کو قرآن میں فی قلوبھم مرض کہا گیا ہے

غور طلب ہے قرآن فرقہ پرستوں کے مطابق شفاء ہے جس کو دلیل ان کے نزدیک قرآن ہی کی یہ آیت سورہ الاسراء ۸۲ میں ہے
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا
أور هم نے اس قرآن میں نازل کی ہے شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت اور یہ ظالموں کے لئے کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی سوائے خسارے کے

فرقہ پرست دم کرنے کے حوالے سے ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں ایک سردار کو بچھو ڈستا ہے اور اس کافر کو قرآن سے شفاء ہو جاتی ہے
حالانکہ قرآن میں ہے کہ کفار کو قرآن سے شفاء ممکن نہیں ہے

روایت کے مطابق قبیلہ کا سردار کافر تھا یعنی شرک کا ظلم کرتا تھا تو آیت میں اگر شفاء سے مراد جسمانی شفاء ہے تو وہ روایت تو اس کے بر خلاف بیان کر رہی ہے جس میں سورہ فاتحہ کے دم سے سردار کو شفاء ملتی ہے – اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت جسمانی بیماریوں کے متعلق نہیں بلکہ اعتقادی مرض سے متعلق ہے جس کو قرآن فی قلوبھم مرض کہتا ہے

بیہقی کا کہنا ہے کہ

رَفعُه غَيرُ مَعروفٍ، والصَّحيحُ مَوقوفٌ یہ مرفوع نہیں ہے موقوف ہے

صحیح سند سے معلوم ہے کہ ابن مسعود تعویذ لٹکانے کے خلاف تھے لہذا اس اثر کا مقصد تعویذ ہرگز نہیں ہے

السنن الكبير از المؤلف: أبو بكر أحمد بن الحُسَين بن عليٍّ البيهقي (384 - 458 هـ) میں شرح ہے

أخبرَنا أبو زَكَريّا ابنُ أبي إسحاقَ، أخبرَنا حَمزَةُ بنُ محمدِ بنِ العباسِ بنِ الفَضلِ (ح) وأخبرَنا أبو علىٍّ الحَسَنُ بنُ إبراهيمَ بنِ شاذانَ ببَغدادَ، أخبرَنا حَمزَةُ بنُ محمدِ بنِ العباسِ، حدثنا العباسُ الدّورِىُّ،

حدثنا عُبَيدُ اللهِ هو ابنُ موسَى، أخبرَنا إسرائيلُ، عن أبي إسحاقَ، عن أبي الأحوَصِ، عن عبدِ اللهِ بنِ مَسعودٍ: فِى القُرآنِ شِفاءانِ؛ القُرآنُ والعَسَلُ، القُرآنُ شِفاءٌ لِما فِى الصُّدورِ، والعَسَلُ شِفاءٌ مِن كُلِّ داءٍ

ابن مسعود نے کہا قرآن و شہد میں شفاء ہے – قرآن میں شفاء کے دلوں کے لئے اور شہد میں ہر دوا ہے

فرقوں کی دلیل قرآن دوا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہترین دوا قرآن ہے۔
سنن ابن ماجہ

تبصرہ
اس روایت کو فرقوں کے اماموں نے رد کیا ہے
حدثنا محمد بن عبيد بن عبد الرحمن الكندي قال: حدثنا علي بن ثابت قال: حدثنا سعاد بن سليمان، عن ابي إسحاق، عن الحارث، عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خير الدواء القرآن»
علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای بہترین دوا قرآن مجید ہے -

تخريج دارالدعوه: «تفرد بہ ابن ماجہ، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۵۶) (ضعيف) (سند میں حارث الاعور ضعیف راوی ہے)

قال زبير على زئی في انوار الصحيفة فی احاديث ضعيفة من السنن الاربعة
ضعيف / تقدم:3501

قال الألباني: ضعيف

فرقوں کی دلیل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تعویذات لکھا کرتے تھے۔
مصنف ابن ابی شیبہ ج12 ص 75 ابوداود ج 2 ص 543 پر

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی نیند میں ڈر جائے تو یہ دعا پڑھے أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (یعنی۔ میں اللہ کے غضب، عقاب، اسکے بندوں کے فساد، شیطانی وساوس اور ان (شیطانوں) کے ہمارے پاس آنے سے اللہ کے پورے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں) اگر وہ یہ دعا پڑھے گا تو وہ خواب اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ عبد اللہؓ بن عمرو(بن العاص) یہ دعا اپنے بالغ بچوں کو سکھایا کرتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے

۔[جامع الترمذي » كِتَاب الدَّعَوَاتِ » بَاب مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ --- رقم الحديث: 3475 (3528)

تبصرہ : عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ضعیف ہے – بعض محدثین کے نزدیک اسکی روایت حسن ہے- عمل میں اس کی روایت سے فقہاء نے دلیل لی ہے - سند میں محمد بن اسحاق بھی ہے جس کو ثقہ کے علاوہ دجال بھی کہا گیا ہے –بعض کے نزدیک حسن الحدیث ہے

فرقوں کی دلیل عیسیٰ علیہ السلام کا تعویذ کا حکم

المجالسة وجواهر العلم از المؤلف : أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ قُتَيْبَةَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ وَلَدِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنْ أَبِي بِشْرِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: [ص:170] مَرَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ [صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] بِبَقَرَةٍ قَدِ اعْتَرَضَ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا، فَقَالَ: يَا كَلِمَةَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَنِي. فقال [صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] : ياخالق النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ! وَيَا مُخْرِجَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ! خَلِّصْهَا، فَأَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا. قَالَ: فَإِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا؛ فَلْيُكْتَبْ لَهَا هَذَا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گائے پر گزر ہوا جس کے بطن میں اولاد نے مشکل کی تھی پس گائے نے کہا اے کلمہ اللہ اللہ سے دعا کریں کہ اس مشکل سے خلاصی ہو - پس عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے نفس سے نفس کو خلق کرنے والے اے نفس میں سے نفس کو نکالنے والے اس کو خلاصی دے پس جو اس گائے کے بطن میں تھا نکل آیا - ابن عباس نے کہا جب عورت کو اس طرح جننا مشکل ہو تو یہ کلمات اس کے لئے لکھ دو

سند میں ابراہیم بن سلیمان مجہول ہے

لیکن تفسیر روح البیان میں اس قصہ کو درج کیا گیا ہے

سلف کی دلیل جلد ولادت کا مجرب نسخہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بچے کی پیدائش کے لیے دو آیات قرآنی لکھ کر دیتے تھے کہ ان کو دھو کر مریضہ کو پلا دو
مصنف ابن ابی شیبہ ج12 ص 60 پر
بلکہ طبرانی شریف میں اس حدیث کے بعض الفاظ یوں بھی ملتے ہیں کہ کچھ پانی اس کے پیٹ اور منہ پر چھڑک دو۔

تبصرہ

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا، فَيَكْتُبُ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَالْكَلِمَاتِ فِي صَحْفَةٍ ثُمَّ تُغْسَلُ فَتُسْقَى مِنْهَا «بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ» {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35]

سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جب عورت کو بچہ جننے میں مشکل ہو تو اس کے لئے یہ دو آیات اور کلمات ایک صفحہ پر لکھو پھر ان کو دھو کر اس کا دھون عورت کو پلا دو
بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

كَاَنَّـهُـمْ يَوْمَ يَرَوْنَـهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحَاهَا
جس دن اسے دیکھ لیں گے (تو یہی سمجھیں گے کہ دنیا میں) گویا ہم ایک شام یا اس کی صبح تک ٹھہرے تھے۔

كَاَنَّـهُـمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُـوٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّـهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ
ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے، آپ کا کام پہنچا دینا تھا، سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔
اسکی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى ہے جو خراب حافظہ کا مالک تھا

تفسیر الدر المنثور از السیوطی میں ہے
أخرج ابْن السّني والديلمي عَن ابْن عَبَّاس - رَضِي الله عَنْهُمَا - قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِذا عسر على الْمَرْأَة وِلَادَتهَا أخذ اناءٌ نظيفٌ وكُتب عَلَيْهِ (كَأَنَّهُمْ يَوْم يرَوْنَ مَا يوعدون) (الْأَحْقَاف الْآيَة 35) إِلَى آخر الْآيَة (وَكَأَنَّهُم يَوْم يرونها) (النازعات الْآيَة 46) إِلَى آخر الْآيَة {لقد كَانَ فِي قصصهم عِبْرَة لأولي الْأَلْبَاب} إِلَى آخر الْآيَة ثمَّ تغسل وتسقى الْمَرْأَة مِنْهُ وينضح على بَطنهَا وفرجها

تفسیر قرطبی میں ہے
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا تَكْتُبُ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَالْكَلِمَتَيْنِ فِي صَحِيفَةٍ ثُمَّ تُغَسَّلُ وَتُسْقَى مِنْهَا، وَهِيَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ" كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَها لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً «4» أَوْ ضُحاها" [النازعات: 46]." كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهارٍ بَلاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفاسِقُونَ" صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ. وَعَنْ قتادة: لا يهلك الله

الدعوات الکبیر از طبرانی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الْمَرْأَةِ يَعْسُرُ عَلَيْهَا وَلَدُهَا قَالَ: يُكْتَبُ فِي قِرْطَاسٍ ثُمَّ تُسْقَى: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35] ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] ". هَذَا مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

المجالسة وجواهر العلم از أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333ھ) میں ہے
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ؛ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنْ يَعْلَى، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: [ص:171] إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادُهَا؛ فَلْيُكْتَبْ لَهَا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلا القوم الفاسقون} [الأحقاف: 35]

اہل حدیث کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتوی میں سندا اس روایت کو لکھا ہے اور محدث کا تجربہ بھی نقل کیا ہے
مجموع الفتاوى ج ١٩ ص ٦٥ پر

قال علي: يكتب في كاغدة فيعلق على عضد المرأة قال علي: وقد جربناه فلم نر شيئا أعجب منه فإذا وضعت تحله سريعا ثم تجعله في خرقة أو تحرقه.
علي بن الحسن بن شقيق المتوفی ٢١٥ ھ نے کہا اس کو کاغذ پر لکھے پھر اس کو عورت کی ران پر لٹکا دے اور ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ہم نے اس سے زیادہ حیرانگی والی چیز نہ دیکھی جیسے ہی اس تعویذ کو رکھو جلدی کرو پھر اس کو لپیٹ کر جلا دو

مکمل متن ہے
كَمَا نَصَّ عَلَى ذَلِكَ أَحْمَد وَغَيْرُهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَد: قَرَأْت عَلَى أَبِي ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ؛ ثَنَا سُفْيَانُ؛ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادَتُهَا فَلْيَكْتُبْ: بِسْمِ اللَّهِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} . قَالَ أَبِي: ثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: يُكْتَبُ فِي إنَاءٍ نَظِيفٍ فَيُسْقَى قَالَ أَبِي: وَزَادَ فِيهِ وَكِيعٌ فَتُسْقَى وَيُنْضَحُ مَا دُونَ سُرَّتِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: رَأَيْت أَبِي يَكْتُبُ لِلْمَرْأَةِ فِي جَامٍ أَوْ شَيْءٍ نَظِيفٍ. وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَد بْنِ حَمْدَانَ الحيري: أَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النسوي؛ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَد بْنِ شبوية؛ ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ؛ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ؛ عَنْ سُفْيَانَ؛ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى؛ عَنْ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادُهَا فَلْيَكْتُبْ: بِسْمِ اللَّهِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ؛ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ؛ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} . قَالَ عَلِيٌّ: يُكْتَبُ فِي كاغدة فَيُعَلَّقُ عَلَى عَضُدِ الْمَرْأَةِ قَالَ عَلِيٌّ: وَقَدْ جَرَّبْنَاهُ فَلَمْ نَرَ شَيْئًا أَعْجَبَ مِنْهُ فَإِذَا وَضَعَتْ تُحِلُّهُ سَرِيعًا ثُمَّ تَجْعَلُهُ فِي خِرْقَةٍ أَوْ تُحْرِقُهُ.

الغرض ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سلف میں اس عمل کو کیا گیا ہے اور یہ عمل ابن عباس سے منسوب کیا گیا ہے

لیکن یہ ابن عباس سے ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کی سندوں میں محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى کا تفرد ہے جو ضعیف ہے
محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى الفقيه: صدوق، سيء الحفظ، قال ابن معين: ضعيف، وقال مرة: ليس بذاك، وقال النسائي: ليس بالقوي

وہابی عالم أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان نے المجالسة وجواهر العلم از أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333هـ) میں اس سند کو کتاب میں ضعیف قرار دیا ہے-

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ہے
محمد بن أبي ليلى سيئ الحفظ جدا بہت خراب حافظہ کے مالک تھے-
اور اس حالت میں اس نے اس روایت کو ابن عباس سے منسوب کر دیا ہے-

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نے کہا : لا يُحْتَجُّ بِهِ، سَيِّئُ الحفظ.دلیل مت لینا خراب حافظہ کا ہے
وَرَوَى مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ: ضَعِيفٌ. ابن معین نے کہا ضعیف ہے
وَقَالَ النَّسَائِيُّ، وَغَيْرُهُ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.نسائی نے کہا قوی نہیں ہے
وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: رديء الحفظ، كثير الوهم.دارقطنی نے کہا ردی حافظہ اور کثرت سے وہم کا شکار تھا-

امام احمد نے اس سند کو ناقابل دلیل قرار دیا ہے لیکن ان کے بیٹے نے خبر دی کہ اسی روایت کی بنیاد پر امام احمد تعویذ کرتے تھے کتاب المسائل امام احمد بن حنبل میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَة التعويذة للقرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة

حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يقرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن ، بیماری یا درد زہ کے لئے- خاندان والو اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے-

محمد عمرو بن عبد اللطيف مصری عالم نے تكميل النفع بما لم يثبت به وقف ولا رفع میں لکھا ہے
مع ضعف هذا الأثر، فقد عمل به الإمام أحمد رحمه الله .... قال الخلال : أنبأنا أبو بكر المروذي (3) أن أبا عبد الله جاءه رجل فقال : يا أبا عبد الله تكتب لامرأة قد عسر عليها ولدها منذ يومين ، فقال : قل له يجئ بجام واسع وزعفران . ورأيته يكتب لغير واحد ...)) . قلت : وفي هذا دليل على أن الإمام أحمد رحمه الله كان يأخذ بالأحاديث والآثار الضعيفة إذا لم يجد في الباب غيرها ، ولم يكن هناك ما يدفعها ، والله أعلم

اور اس اثر کے ضعیف ہونے کے باوجود امام احمد کا اس پر عمل ہے .... خلال نے ذکر کیا کہ ہمیں ابو بکر المروزی نے خبر دی کہ ایک شخص امام احمد کے پاس آیا اور کہا اے ابو عبد اللہ پس امام احمد نے میرے بیوی کے لئے تعویذ لکھیں اس کو جننے میں مشکل ہے دو روز سے

کہا ایک بڑا برتن لاو اور زعفران اور میں نے دیکھا کہ ایک سے زائد کے لئے یہ لکھتے تھے
میں (محمد عمرو بن عبد اللطیف) کہتا ہوں یہ دلیل ہے کہ احمد ان احادیث و اثار کو لیتے تھے
جو ضعیف ہوتے تھے جب ان کو اس باب میں کوئی اور نہ ملتا و اللہ اعلم

فرقوں کی دلیل: فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دم

ابن السنی نے میں ایک اور روایت دی ہے
حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْسٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ، ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَنَا وِلَادُهَا أَمَرَ أُمَّ سُلَيْمٍ، وَزَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَأْتِيَا فَاطِمَةَ، فَتَقْرَآ عِنْدَهَا آيَةَ الْكُرْسِيِّ، وَ {إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ} [الأعراف: 54] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، وَتُعَوِّذَاهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ "

حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ولادت کا وقت انے کا پتا چلا آپ نے ام سلیم اور زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ فاطمہ کے پاس جائیں اور ان پر آیت الکرسی پڑھیں اور سورہ الاعراف کی آیت ٥٤ سے آخر تک اور مُعَوِّذَتَيْنِ پڑھیں

تبصرہ
سند میں بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ضعیف ہے
موسى بن أبي حبيب بھی ضعیف ہے - الذھبی نے دیوان میں اس کا ذکر کیا ہے عن زين العابدين علي، ضعفه أبو حاتم

فرقوں کی دلیل

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس کی قائل تھیں کہ پانی میں تعویذ ڈال کر وہ پانی مریض پر چھڑکا جائے۔
مصنف ابن ابی شیبہ ج12 ص60
تبصرہ
:-عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَرَى بَأْسًا أَنْ يُعَوَّذَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يُصَبَّ عَلَى الْمَرِيضِ»

أَبِي مَعْشَرٍ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں برائی نہیں دیکھتی تھیں کہ پانی پر تعوذ کیا جائے پھر مریض پر اس کو ڈالا جائے-

ابی معشر ضعیف ہے - العلل ومعرفة الرجال از احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ) کے مطابق

سَأَلت يحيى بن معِين عَن أبي معشر الْمَدِينِيّ الَّذِي يحدث عَن سعيد المَقْبُري وَمُحَمّد بن كَعْب فَقَالَ لَيْسَ بِقَوي فِي الحَدِيث
ابن معین کہتے ہیں کہ أبي معشر الْمَدِينِيّ جو سعید المقبری سے روایت کرتا ہے ... یہ حدیث میں قوی نہیں ہے-

ابی معشر زیاد بن کلیب کا سماع تابعین سے ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی روایت منقطع ہے اور ان دونوں کے درمیان إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ اور الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ کا واسطہ ہے اور بعض اوقات ان دونوں کے درمیان الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ کا واسطہ اتا ہے-

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنِ النُّشَرِ، فَقَالَتْ: «مَا تَصْنَعُونَ بِهَذَا؟ هَذَا الْفُرَاتُ إِلَى جَانِبِكُمْ، يَسْتَنْقِعُ فِيهِ أَحَدُكُمْ يَسْتَقْبِلُ الْجِرْيَةَ»
الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ نے ام المومنین عائشہ سے نشر کا (عمل) پوچھا - انہوں نے کہا کیسے کرتے ہیں ؟ یہ میٹھا پانی تمہارے پہلو میں ہے تم میں سے کوئی اس پانی کو لے اور گلے کے حلقوم کے سامنے لائے-

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَنْ أَصَابَهُ بُسْرَةٌ أَوْ سُمٌّ أَوْ سِحْرٌ فَلْيَأْتِ الْفُرَاتَ، فَلْيَسْتَقْبِلِ الْجِرْيَةَ، فَيَغْتَمِسْ فِيهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ»
الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ نے ام المومنین عائشہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا جس کو بسرہ کی بیماری ہو یا زہر یا جادو- وہ میٹھا پانی لے اس کو حلقوم کے سامنے کرے اور اس پانی میں سات بار اپنے آپ کو ڈبوئے-

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں پانی پر دم کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ صرف سات بار پانی سے بخار ٹھنڈا کرنے کا ذکر کیا ہے

فرقوں کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعویذ کرنا

اماں عائشہ رضی ش عنہانے فرمایا کہ: ”(تمیمہ) تعویذ اسے کہتے ہیں جسے کسی مصیبت کے لاحق ہونے سے پہلے لٹکایا جائے، نہ کہ اس کے بعد“ (البیھقی: 351/9)۔

تبصرہ

اس کے متن میں اضطراب ہے
بیہقی سنن الکبریٰ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , ثنا هَارُونُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

لَيْسَتْ التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ قَبْلَ الْبَلَاءِ إِنَّمَا التَّمِيمَةُ مَا يُعَلَّقُ بَعْدَ الْبَلَاءِ لِتَدْفَعَ بِهِ الْمَقَادِيرَ
تعویذ وہ نہیں جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت کے بعد دفع کے لئے لٹکایا جائے

اس کے برعکس حاکم مستدرک میں روایت بیان کرتے ہیں

وَحَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «لَيْسَتِ التَّمِيمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ بَعْدَ الْبَلَاءِ، إِنَّمَا التَّمِيمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ قَبْلَ الْبَلَاءِ
عائشہ رضی اللہ روایت کرتی ہیں کہ تعویذ نہیں جو آفت کے بعد لٹکایا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو آفت سے پہلے لٹکایا جائے

مضطرب المتن روایت بھی قابل رد ہوتی ہے کیونکہ یہ واضح نہیں رہا کہ کیا کہا گیا تھا

فرقوں کی دلیل مجاہد کا تعویذ کرنا

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ قرآنی آیات کو لکھ کر ڈرنے والے مریض کو پلائی جائیں۔
مصنف ابن ابی شیبہ ج12 ص 74 پر
تبصرہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، قَالَ: «كَانَ مُجَاهِدٌ يَكْتُبُ لِلنَّاسِ التَّعْوِيذَ فَيُعَلِّقُهُ عَلَيْهِمْ»

ثویر بن أبي فاختة نے کہا مجاہد لوگوں کے لئے تعویذ لکھتے اور ان پر لٹکاتے

تبصرہ: سند میں ثویر بن أبي فاختة سخت ضعیف ہے

فرقوں کی دلیل سعید بن المسیب کا تعویذ کرنا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنِ التَّعْوِيذِ، فَقَالَ: «لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِي أَدِيمٍ»
أَبِي عِصْمَةَ کہتے ہیں میں نے ابن المسیب سے سوال کیا تعویذ پر - کہا اگر چمڑے میں ہو تو کوئی برائی نہیں ہے

سنن الکبری البیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّهُ سَأَلَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنِ الرُّقَى وَتَعْلِيقِ الْكُتُبِ، فَقَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ يَأْمُرُ بِتَعْلِيقِ الْقُرْآنِ وَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَهَذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ إِلَى مَا قُلْنَا مِنْ أَنَّهُ إِنْ رَقَى بِمَا لَا يُعْرَفُ أَوْ عَلَى مَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ إِضَافَةِ الْعَافِيَةِ إِلَى الرُّقَى لَمْ يَجُزْ , وَإِنْ رَقَى بِكِتَابِ اللهِ أَوْ بِمَا يَعْرِفُ مِنْ ذِكْرِ اللهِ مُتَبَرِّكًا بِهِ وَهُوَ يَرَى نُزُولَ الشِّفَاءِ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ

نافع بن یزید (الكلاعي أبو يزيد المصري المتوفی ١٦٨ ھ یا کوئی مجھول) نے یحیی بن سعید المتوفی ١٩٨ ھ سے دم اور تعویذ پر سوال کیا انہوں نے کہا کہ سعید بن المسیب قرآن لٹکانے کا حکم کرتے تھے -

یہ روایت ہی منقطع ہے کیونکہ یحیی بن سعید سے ابن مسیب تک کی سند نہیں ہے اس کے علاوہ نافع بن یزید خود یحیی سے کافی بڑے ہیں ان کا سوال کرنا بھی عجیب لگ رہا ہے

تبصرہ:
احمد العلل میں کہتے ہیں

أبو عصمة صاحب نعيم بن حماد، وقد روى شعبة، عن أبي عصمة، عن رجل، عن ابن المسيب، في التعويذ. «العلل» (1460)

معلوم ہوا کہ اس روایت میں مجھول راوی ہے

فرقوں کی دلیل امام ابو جعفر الباقر کا تعویذ کرنا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ «أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَكْتُبَ الْقُرْآنَ فِي أَدِيمٍ ثُمَّ يُعَلِّقُهُ»

امام جعفر نے کہا میرے باپ نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں اگر قرآن کو چمڑے پر لکھا جائے پھر لٹکایا جائے

تبصرہ: اس روایت کے راوی کون سے حسن ہیں؟ کیونکہ حسن نام کے سات راوی ہیں جو جعفر الصادق سے روایات بیان کرتے ہیں اور یہ سب ثقہ نہیں بلکہ بعض مجھول بھی ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ التَّعْوِيذِ يُعَلَّقُ عَلَى الصِّبْيَانِ، «فَرَخَّصَ فِيهِ»

يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ نے کہا میں نے ابو جعفر سے بچوں پر تعویذ کا پوچھا تو انہوں نے اجازت دی

تبصرہ : سند میں يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ضعیف ہے

فرقوں کی دلیل عَطَاءٍ کا تعویذ کرنا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي الْحَائِضِ يَكُونُ عَلَيْهَا التَّعْوِيذُ، قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي أَدِيمٍ فَلْتَنْزِعْهُ، وَإِنْ كَانَ فِي قَصَبَةِ فِضَّةٍ فَإِنْ شَاءَتْ وَضَعَتْهُ وَإِنْ شَاءَتْ لَمْ تَضَعْهُ»

عطا سے پوچھا گیا کہ ایک حائضہ ہے جس پر تعویذ ہے – انہوں نے کہا اگر وہ چمڑے میں ہے تو اتار دے اگر چاندی میں ہے تو چاہے تو اتار رکھے اور چاہے تو نہ اتارے

تبصرہ : اگر اس سند میں عَبْدِ الْمَلِكِ سے مراد عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ہے تو اغلبا یہ عطاء بن السائب ہے نہ کہ عطا بن ابی رباح - و اللہ اعلم

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: ..... قَالَ حَجَّاجٌ: وَسَأَلْتُ عَطَاءً، فَقَالَ: «مَا سَمِعْنَا بِكَرَاهِيَةٍ إِلَّا مِنْ قِبَلِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ»

حجاج نے کہا میں نے عطا بن ابی رباح سے تعویذ کے بارے میں پوچھا کہا ہم نے اس کی کراہت کے بارے میں اہل عراق سے قبل کسی کو نہیں سنا
تبصرہ : هُشيم ابن بشير، السلمي الواسطي نے جس حجاج سے روایت کیا وہ اصل میں حجاج بن أرطأة ہے جو مختلف فیہ اور مدلس بھی ہے -امام ابن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور نسائی کہتے ہیں قوی نہیں ہے- لہذا سند ضعیف ہے

فرقوں کی دلیل ابن سیرین کا تعویذ کرنا

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: «أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ»
ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ قرآن میں سے کسی چیز(کو بھی لٹکانے) میں برائی نہیں دیکھتے تھے

تبصرہ : كتاب المتفق والمفترق کے مطابق
أخبرنا البرقاني قال قال لي أبو الحسن الدارقطني إسماعيل بن مسلم المكي وأصله بصري يروي عن الحسن وابن سيرين وقتادة متروك
امام دارقطنی کہتے ہیں إسماعيل بن مسلم المكي اور اصلا بصري ہیں الحسن سے ابن سیرین سے اور قتادہ سے روایت کرتے ہیں متروک ہیں

تعویذ پر تساہل علماء

تعویذ کو عبد الوہاب النجدی نے اپنی کتاب التوحید میں شرک قرار دیا لیکن اسی دور میں بر صغیر کے اہل حدیث علماء اس کے جواز کے فتوے دیتے تھے-خود غیر مقلد علماء میں سے داؤد غزنوی، سید ابو بکر غزنوی ، نواب صدیق حسن خان ، مفتی ابوالبرکات احمد ، مولانا ثناء اللہ امرتسری ، عبدالرحمان مبارکپوری، حکیم صادق سیالکوٹی، ، میاں نذیر حسین دہلوی سمیت غزنوی ، لکھوی ، گیلانی ، قلعوی اور روپڑی خاندان کے نامی گرامی حضرات تعویزات و عملیات کے نہ صرف جواز کے قائل تھے بلکہ خود بھی بڑے عامل تھے۔ چنانچہ سید نذیر حسین دہلوی سے سوال ہوا کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یا نہیں ؟

تعویذ نوشتہ در گلو انداختن مضائقہ ندارد۔ مگر اشہر و اصح جواز است۔:جواب میں لکھا
فتاویٰ نذیریہ ج3 ص 298 پر

لکھے ہوئے تعویذ کو گلے میں لٹکانا درست ہے کوئی حرج کی بات نہیں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جائز ہے۔

اس فتویٰ کی تائید غیر مقلدین کے محدث عبدالرحمان مبارکپوی نے بھی کی اور لکھا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بالغ لڑکوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے کلمات یاد کراتے تھے اور نابالغ لڑکوں کے لیے ان کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔)ابوداود ترمذی(مزید لکھتے ہیں کہ شراح حدیث اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ جس تعویذ میں اللہ کا نام لکھا ہوا ہو یا قرآن کی کوئی آیت یا کوئی دعا ماثورہ لکھی ہوئی ہو ایسے تعویذ کا کا بالغ لڑکوں کے گلے میں لٹکانا درست ہے۔
فتاویٰ نذیریہ ج 3 ص 299 پر

شرعی تعویذات کا فراڈ

عام مسلمان جن کے گلے میں تعویذ ہو جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ اپ تعویذ کیوں لٹکاتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن کلام الله ہے اس میں قوت و طاقت ہے اس کی وجہ سے جنات بھاگ جاتے ہیں شیاطین قریب نہیں اتے اور بیماری نہیں ہوتی کیونکہ اس میں شفا ہے

قرآن سورہ الاسراء ۸۲ میں ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

أور هم نے اس قرآن میں نازل کیا ہے وہ جس میں شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے سوائے خسارے کے یہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا

یہاں شفا سے مراد قرانی اصطلاح فی قلوبھم مرض کی طرف اشارہ ہے کہ آیات سے ان کو شفا مل سکتی ہے – ظاہر ہے جب ہم قرآن میں فی قلوبھم مرض پڑھتے ہیں تو ہم اس کا مطلب یہ نہیں لیتے کہ کفار عنید کو دل کا آپریشن یا ٹرانسپلانٹ درکار ہے بلکہ ان الفاظ کی تاویل کی جاتی ہے – فرقوں کی جانب سے آیت کا مفہوم ایک طرف تو اس کے ظاہر پر لیا جاتا ہے کہ مومن کو شفا ملتی ہے لیکن یہ نہیں کہتے کہ ظالم (یا مشرک) کو قرآن سے شفا نہیں ملتی – دوسری طرف فرقہ پرستوں کی جانب سے حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں ایک مشرک سردار کو شفا ملنے کا ذکر ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ واقعہ خاص تھا عام نہیں تھا

امام بخاری الصحیح میں ابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ روایت کرتے ہیں کہ

ابن عباس اور ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب سفر میں تھے – دوران سفر انہوں نے اک قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا – صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے ان کو مہمان تسلیم کریں لیکن قبیلہ والوں نے صاف

انکار کر دیا – ان کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا – قبیلہ والوں نے اصحاب رسول سے ہی علاج کے لئے مدد طلب کی جس پر ایک صحابی نے سورہ الفتاحہ پڑھ کر سردار کو دم کیا اور وہ اچھا بھی ہو گیا -اس کے بدلے میں انہوں نے تیس بکریاں بھی لے لیں – صحابہ نے اس پر کراہت کا اظھا ر کیا اور مدینہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے قصہ سننے کے بعد کہا

إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

بے شک تم حق رکھتے تھے اس اجر پر جو تم نے کتاب اللہ سے حاصل کیا

اس حدیث کی غلط تاویل کر کے تعویذ لکھنے پر علماء کی طرف سے اجرت طلب کی جاتی ہے یا با الفاظ دیگر تعویذ بیچا جاتا ہے – اس طرح قرآن اور حدیث سے اس پر اپنی پسند کی نص لانے کے بعد سلف کا عمل بھی دلیل میں پیش ہوتا ہے -فرقہ پرستوں کی جانب سے کہا جا رہا ہے کہ اسلام میں تعویذ جائز ہے اور اس کے لئے دلیل سلف کا عمل ہے مثلا امام احمد کے صلبی فرزند نے اپنے باپ سے پوچھے گئے فتووں پر کتاب تالیف کی جس کا نام المسائل امام احمد بن حنبل ہے – اس میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَة التعويذة للقرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولَادَة

حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يفرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْولَادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس

میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن ، بیماری یا درد زہ کے لئے – خاندان والوں اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے

شریعت کا یہ حکم کوئی بتائے جس میں ہو کہ سرعت ولادت کے لئے باریک کپڑے پر تعویذ لکھنا جائزہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس تعویذ کو گھول کر پیا جائے یا جسم پر باندھا جائے – اسی طرح کے سلف کے فتووں کی وجہ سے بعض علماء نے قرآن لکھ کر عورت کے جسم پر باندھنے کا بھی فتوی دیا ہے مثلا اشرف علی تھانوی اعمال قرآن حصہ اول صفحہ ۲۴,۲۵ میں اسی طرح لکھتے ہیں

سہولت ولادت

إِذَا السَّمَاء انشَقَّتْ (1) وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (2) وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ (3) وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ (4)

ان آیتوں کو لکھ کر ولادت کی آسانی کے لیے بائیں ران میں باندھ دے ان شاء اللہ تعالی بہت آسانی سے ولادت ہوگی , مگر بعد ولادت تعویذ کو فورا کھول دینا چاہیے اور اسی عورت کے سر کے بالوں کی دھونی مقام خاص پر دینا مفید ولادت ہے

نہ صرف سرعت ولادت بلکہ عام حالات میں تعویذ کے جواز کا فتوی سلف سے منقول ہے – كتاب الفروع از ابن مفلح الحنبلي (المتوفى: 763هـ) میں امام احمد کے فتووں میں ارتقاء کا ذکر ہے

وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: هَلْ يُعَلِّقُ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: التَّعْلِيقُ كُلُّهُ مَكْرُوهٌ، وَكَذَا قَالَ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ. وَقَالَ الْمَيْمُونِيُّ: سَمِعْت مَنْ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ التَّمَائِمِ تُعَلَّقُ بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَقَدْ رَأَيْت عَلَى ابْنٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ صَغِيرٌ تَمِيمَةً فِي رَقَبَتِهِ فِي أُدُمٍ، قَالَ الْخَلَّالُ: قَدْ كَتَبَ هُوَ مِنْ الْحُمَّى بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ، وَالْكَرَاهَةُ مِنْ تَعْلِيقِ ذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِ الْبَلَاءِ هُوَ الَّذِي عَلَيْهِ الْعَمَلُ، انْتَهَى

المروزی نے امام احمد سے پوچھا کیا قرآن میں سے کچھ لٹکایا جائے ؟ امام احمد نے کہا ہر لٹکانے والی چیز مکروہ ہے اور ایسا ہی صالح نے روایت کیا ہے اور میمونی نے کہا میں نے امام احمد سے تعویذ پر سوال کیا کہ آفت نازل ہونے کے بعد لٹکا لیا جائے انہوں نے کہا اس میں امید ہے کوئی برائی نہیں اور امام ابو داود کہتے ہیں انہوں نے احمد کے چھوٹے بیٹے کے گلے میں چمڑے کا تمیمہ دیکھا الخلال کہتے ہیں اور امام

احمد تمیمہ لکھتے بخآر کے لئے آفت کے نزول کے بعد اور اس سے کراہت کرتے کہ اس کو نزول بلا سے پہلے لٹکایا جائے اور اسی پر (حنابلہ کا) عمل ہے انتھی

المروزی کی وفات ۲۵۱ ھ میں ہوئی اور ان کے مطابق امام احمد قرانی تعویذ نہیں کرتے تھے- أبو داود المتوفی ۲۷۵ ھ کہتے ہیں امام احمد کے بیٹے کے گلے میں ایک تمیمہ ہوتا تھا- یعنی مرزوی کے انتقال کے بعد احمد کا نقطہ نظر تعویذ پر بدل گیا تھا – مزید سوال ہے کہ تمیمہ تھا تو کس نوعیت کا تھا؟

ایک اہل حدیث عالم تمیمہ کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں

مشہور و معروف لغت دان مجد الدین فیرزآبادی القاموس المحیط میں لکھتے ہیں

والتمیم التام الخلق ، والشدید ، وجمع تمیمة کا لتمائم لخرزة رقطاء تنظم فی السیر ، ثم یعقد فی العنق

تمیمہ کا لفظ دھاری دار کرزہ ومنکہ جو چمڑے کی تندی میں پرولیا جاتا، پھر گردن میں باندھ دیا جاتا ہے پر بولا جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے خرزات و منکوں ، کوڈوں اور گھک منکوں کے لٹکانے کو شرک قرار دے رہے ہیں نہ کہ کاغذوں یا چمڑوں میں لکھے ہوئے کتاب و سنت کے کلمات لٹکانے کو۔

http://www.urdufatwa.com/index.php?/Knowledgebase/Article/View/2368/0/

ابن قیم نے کتاب زاد المعاد في هدي خير العباد میں واضح اقرار کیا ہے کہ امام احمد تعویذ کرتے تھے

قَالَ حرب: وَلَمْ يُشَدِّدْ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ أحمد: وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَكْرَهُهُ كَرَاهَةً شَدِيدَةً جِدًّا. وَقَالَ أحمد وَقَدْ سُئِلَ عَنِ التَّمَائِمِ تُعَلَّقُ بَعْدَ نُزُولِ الْبَلَاءِ؟ قَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ.

حرب کرمانی نے کہا امام احمد تعویذ میں شدت نہیں کرتے تھے اور احمد نے کہا ابن مسعود کو اس سے سخت کراہت تھی اور کہا احمد سے تمائم پر سوال ہوا کہ آفت کے بعد لٹکایا جائے تو فرمایا امید ہے اس میں برائی نہیں ہے

امام احمد سے متاثر ابن تیمیہ کا بھی تاریخ میں ذکر ہے – البدایہ و النہایہ میں ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ ھ کی موت پر جو ازدہام ہوا اس کے ذکر میں ابن کثیر (المتوفی: 774هـ) نے یہ نقل کیا ہے

وَشَرِبَ جَمَاعَةٌ الْمَاءَ الَّذِي فَضَلَ مِنْ غُسْلِهِ، وَاقْتَسَمَ جَمَاعَةٌ بَقِيَّةَ السِّدْرِ الّذي غسل به، ودفع فِي الْخَيْطَ الَّذِي كَانَ فِيهِ الزِّئْبَقُ الَّذِي كَانَ فِي عنقه بسبب القمل مائة وخمسون درهما

ایک جماعت نے اس پانی کو پیا جو ان کے غسل (میت) میں زائد تھا اور جو بیری غسل کے بعد بچی اس کو بانٹ دیا گا اور ان کے گلے میں جوؤں کے سبب جو مرکری کا دھاگہ تھا اس کو ۱۵۰ درہم میں دور کیا گیا

اس کے برعکس مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي [ص:652] شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ أَوْ مَا رَكِبْتُ، إِذَا أَنَا «شَرِبْتُ تِرْيَاقًا، أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً، أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي

عبد الله رضی الله عنہ نے کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں بے پرواہ ہوا اس سے جو مجھے ملا .. کہ اگر میں تریاق پی لوں یا تعویذ لٹکا لوں یا اشعار کہوں

حیرت ہے کہ ابن تیمیہ فتوی میں اس روایت کا متن تک تبدیل کرتے ہیں

مَا رُوِيَ أَيْضًا فِي سُنَنِهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – نَهَى عَنْ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ» وَهُوَ نَصٌّ جَامِعٌ مَانِعٌ، وَهُوَ صُورَةُ الْفَتْوَى فِي الْمَسْأَلَةِ. الْوَجْهُ السَّادِسُ: الْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ: «مَا أُبَالِي مَا أُتِيت أَوْ مَا رَكِبْت – إذَا شَرِبْت تِرْيَاقًا، أَوْ نَطَقْت تَمِيمَةً، أَوْ قُلْت الشِّعْرَ مِنْ نَفْسِي

اس میں ابن تیمیہ نے تعویذ لٹکانے کو نَطَقْت تَمِيمَةً یعنی تَمِيمَةً بولوں کر دیا ہے – یہ الفاظ مجموعہ کتب احادیث میں نہیں ہیں

دوم کتب ابن تیمیہ میں تعویذ کی ممانعت والی احادیث نہیں ملیں اسی طرح ممکن ہے یہ دم شدہ دھاگہ ہو جس میں مرکری پر دم کیا گیا ہو – مرکری ایک زہریلا مادہ ہے

ممکن ہے ابن تیمیہ کی ہلاکت اسی دھاگہ کے سبب ہوئی ہو کیونکہ ابن تیمیہ سائنس سے نا بلد تھے

جن اتارنے کا علاج بتاتے ہوئے ابن تیمیہ نے فتوی لکھا ہے جب سوال ہوا کہ شرع میں جن اتارنے کا علاج تمیمہ سے کیا جائے؟

هَلْ الشَّرْعُ الْمُطَهَّرُ يُنْكِرُ مَا تَفْعَلُهُ الشَّيَاطِينُ الجانة مِنْ مَسِّهَا وتخبيطها وَجَوَلَانِ بَوَارِقِهَا عَلَى بَنِي آدَمَ وَاعْتِرَاضِهَا؟ فَهَلْ لِذَلِكَ مُعَالَجَةٌ بِالْمُخَرَّقَاتِ وَالْأَحْرَازِ وَالْعَزَائِمِ وَالْأَقْسَامِ وَالرُّقَى وَالتَّعَوُّذَاتِ وَالتَّمَائِمِ؟

جواب دیا

وَأَمَّا مُعَالَجَةُ الْمَصْرُوعِ بِالرُّقَى، وَالتَّعَوُّذَاتِ. فَهَذَا عَلَى وَجْهَيْنِ: فَإِنْ كَانَتْ الرُّقَى وَالتَّعَاوِيذُ مِمَّا يُعْرَفُ مَعْنَاهَا، وَمِمَّا يَجُوزُ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهَا الرَّجُلُ، دَاعِيًا لِلَّهِ، ذَاكِرًا لَهُ، وَمُخَاطِبًا لِخَلْقِهِ، وَنَحْوُ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُرْقَى بِهَا الْمَصْرُوعُ، وَيُعَوَّذَ

اور جس پر جن چڑھا ہو اس کا علاج دم سے یا تعویذ سے کرنا اس میں دو رخ ہیں کہ اگر ان کا مطلب معروف ہے اور دین اسلام میں جائز ہو تو الله کو پکارا گیا ہو اس کا ذکر ہو اور … تو اس سے دم جائز ہے اس سے پناہ لی جا سکتی ہے

اپ دیکھ سکتے ہیں ابن تیمیہ نے تعویذ پر سوال ہوا لیکن اس کا رد نہیں کیا کہ اس کو لٹکانا شرک ہے بلکہ دم و تعویذ کو ملا کر ان کو جائز کہا ہے – جبکہ اگر کوئی سائل شرک پر سوال کرے تو لازم اتا ہے کہ سب سے پہلے اس شرک کا رد کیا جائے

زاد المعاد میں ابن قیم نے اپنے شیخ ابن تیمیہ کا ذکر کیا

:كِتَابٌ للرّعاف: كَانَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللَّهُ يكتب على جبهته

. «وَقِيلَ يا أَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ، وَيا سَماءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْماءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ «2

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَتَبْتُهَا لِغَيْرِ وَاحِدٍ فَبَرَأَ،

نکسیر پھوٹنے پر لکھنا- شیخ اسلام ابن تیمیہ … پیشانی پر لکھا کرتے

وَقِيلَ يا أَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ، وَيا سَماءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْماءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

اور میں نے ان کو کہتے سنا کہ ایک سے زائد کے لئے لکھا وہ اس سے صحت یاب ہوئے

آیات کو جسم پر ٹیٹو کی طرح لکھنا کس سنت سے معلوم ہے ؟ ابن تیمیہ نے آیات سے تجربات کر کے یہ جانا کہ کون سی آیات کس مرض میں افاقہ دے سکتی ہیں ان کو جسم پر مقام مرض کے پاس لکھا جائے – اس طرح قرآن عظیم پر ان کے تجربات جاری تھے کہ موصوف کا انتقال اس حال میں ہوا کہ گلے میں مرکری میں آلودہ تار پڑا تھا

تعویذ کی ممانعت پر کوئی حدیث صحیح نہیں ؟

فرقہ اہل حدیث و سلفی وہابی فرقوں میں تعویذ کے جواز پر شدید اختلاف موجود ہے -پاکستانی اہل حدیث میں سے ایک کثیر تعداد تعویذ کو لٹکاتی ہے اس کو عین توحید سمجھتی ہے اور دوسری طرف سمندر پار جزیرہ عرب میں عبد الوہاب النجدی نے کتاب التوحید میں اس کو شرک قرار دیا تھا – اس اختلاف کو چھپا کر رکھا جاتا تھا یہاں تک کہ عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب تعویذات کا شرک مرتب کی اور عوام میں بانٹی

عثمانی صاحب نے روایت پیش کی

تعویذ لٹکانا شرک ہے

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنّ الرُّقی والتّمائم وَالتِّولَة شِرکٌ۔
(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ۔صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ دَم، تعویذ اور تِولہ سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔صفحہ ۳۸۹)

اس کے بعد سے آج تک اہل حدیث کی جانب سے ہر سال تعویذ پر تحقیق ہو رہی ہے اور نت نئے انکشافات سامنے اتے رہتے ہیں – مثلا بعض اھل حدیث محققین کی جانب سے تعویذ کے جواز پر جوابا کہا جا رہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعویذ کے خلاف احادیث تمام کی تمام ضعیف ہیں

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت

سنن ابو داود ح 3883 میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ» [ص:10] قَالَتْ: قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا

رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا»

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جھاڑ پھونک (منتر) گنڈا(تعویذ) اور تولہ شرک ہیں“
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ قسم اللہ کی میری آنکھ درد کی شدت سے نکلی آتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس دم کرانے آتی تھی تو جب وہ دم کر دیتا تھا تو میرا درد بند ہو جاتا تھا، عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے: یہ کام تو شیطان ہی کا تھا وہ اپنے ہاتھ سے آنکھ چھوتا تھا تو جب وہ دم کر دیتا تھا تو وہ اس سے رک جاتا تھا، تیرے لیے تو بس ویسا ہی کہنا کافی تھا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے: «ذهب الباس رب الناس اشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما» ”لوگوں کے رب! بیماری کو دور فرما، شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، ایسی شفاء جو کسی بیماری کو نہ رہنے دے“۔

نوٹ : اس حدیث کو البانی نے صحیح کہا ہے اور حاکم نے بھی صحیح قرار دیا ہے – امام الذھبی نے موافقت کی ہے

اعتراض اہل حدیث جدید کا کہنا ہے کہ یہ متن منکر ہے -یہودی سے اصحاب رسول کا دم کرانا منکر روایت ہے

جواب

: قال الربيع بن سليمان ، تلميذ الشافعي

سَأَلْت الشَّافِعِيَّ عن الرُّقْيَةِ ؟ فقال : لاَ بَأْسَ أَنْ يرقى الرَّجُلُ بِكِتَابِ اللَّهِ ، وما يَعْرِفُ من ذِكْرِ اللَّهِ .

قُلْت : أيرقى أَهْلُ الْكِتَابِ الْمُسْلِمِينَ ؟

. فقال : نعم ؛ إذَا رَقَوْا بِمَا يُعْرَفُ من كِتَابِ اللَّهِ ، أو ذِكْرِ اللَّهِ

فَقُلْت : وما الْحُجَّةُ في ذلك ؟

قال : غَيْرُ حُجَّةٍ ؛ فَأَمَّا رِوَايَةُ صَاحِبِنَا وَصَاحِبِك ـ يعني : الإمام مالكا رحمه الله ـ ؛ فإن مَالِكًا أخبرنا عن يحيى بن سَعِيدٍ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عبد الرحمن أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دخل على عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِي وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا فقال أبو بَكْرٍ أرقيها بِكِتَابِ اللَّهِ " انتهى .

"الأم" للشافعي (7/228)

الربیع بن سلیمان نے امام شافعی سے پوچھا دم کرنےپر امام شافعی نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں کہ کتاب اللہ سے دم کیا جائے اور جو اللہ کا ذکر معلوم ہو اس سے

میں الربیع بن سلیمان نے کہا کیا اہل کتاب مسلمانوں کو دم کر سکتے ہیں ؟

امام شافعی نے فرمایا ہاں – جب وہ کتاب اللہ میں جو جانتے ہوں اس سے دم کریں یا اللہ کے ذکر سے میں نے کہا اس کی دلیل کیا ہے ؟

امام شافعی نے فرمایا ہمارے اور تمہارے امام مالک صاحب رحمہ اللہ کی روایت ہے – امام مالک نے خبر دی یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے روایت کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے تو یہودیہ ان کو دم کر رہی تھی پس ابو بکر نے کہا کتاب اللہ سے دم کرو

امام محمد نے بھی اسی روایت سے دلیل لی ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهِيَ تَشْتَكِي، وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا، فَقَالَ: «ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللَّهِ» .

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لا بَأْسَ بِالرُّقَى بِمَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ، وَمَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ، فَأَمَّا مَا كَانَ لا يُعْرَفُ مِنْ كَلامٍ، فَلا يَنْبَغِي أَنْ يُرْقَى بِهِ

ہم اسی روایت کو لیتے ہیں کہ قرآن سے دم کرنے میں برائی نہیں ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو جہاں تک وہ کلام ہے جو جانا نہیں جاتا اس سے دم نہیں کرنا چاہیے

معلوم ہوا کہ امام مالک، امام شافعی اور احناف میں اہل کتاب سے دم کرا سکتے ہیں

وہابی مفتی ابن باز سے سوال ہوا : هل تجوز رقية النصراني واليهودي للمسلم؟

کیا نصرانی و یہودی کا رقیہ مسلم کے لئے ہے ؟

فأجاب: إذا لم يكن من أهل الحرابة، وكانت من الرقية الشرعية، فلا بأس بذلك

پس جواب دیا اگر حربی نہیں ہے اور رقیہ شرعی ہے تو برائی نہیں ہے

راقم کہتا ہے کہ صحیح بات ہے کہ شرک پر اگر دل مطمئن ہو جائے تو کفر کا فتوی لگتا ہے – یہاں ابن مسعود رضی الله عنہ کی بیوی نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو شرک ہو صرف دم کرایا تھا

اہل حدیث مبشر ربانی دور کی کوڑی لاتے ہیں مبشر ربانی کتاب مسئلہ تکفیر اور اس کے اصول و ضوابط ص ۲۹۵ میں لکھتے ہیں

معلوم ہوا بسا اوقات ایک شخص میں توحید اور شرک، ایمان اور کفر بھی جمع ہو سکتے ہیں، جیسے زینب جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ان کے گلے میں انھوں نے دھاگا دیکھ کر اسے شیطانی عمل اور شرک قرار دیا، حالانکہ وہ ایک مومنہ عورت تھیں۔ لہٰذا ہمیں کسی شخص کو کفر و شرک کرتے دیکھ کر اسے مشرک ہونے کا فی الفور فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیے، ہاں اس فعل یا قول کو کفر و شرک ضرور کہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو کافرہ مشرکہ قرار نہیں دیا بلکہ ان کے فعل کو شرک کہا۔

راقم کہتا ہے اس حدیث میں کہیں نہیں ہے کہ زینب زوجہ ابن مسعود شرک کی مرتکب تھیں تو اس پر حاشیہ آرائی غیر مناسب ہے – دین میں اہل کتاب سے دم کرا سکتے ہیں – ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اصل میں شرکیہ دم سے منع کیا ہے جو ان کی بیوی نے سمجھا کہ ابن مسعود اس وقت دم کو مطلق حرام کہہ رہے ہیں (جبکہ ابن مسعود کا مدعا الگ ہے) – زوجہ ابن مسعود کا سوال یہ صرف وضاحت و اشکال والا معاملہ ہے

اس کا ایک ترجمہ مبشر ربانی نے اسی کتاب میں پیش کیا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، عبداللہ بن مسعود جب کسی ضرورت کے لیے گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر کھانستے تھے، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اچانک وہ کہیں اس کام پر نہ آجائیں جو انھیں پسند نہیں ہوتا۔ کہتی ہیں کہ ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور کھانسے جبکہ اس وقت میرے پاس ایک بڑھیا تھی جو مجھے بخار کا دم کر رہی تھی، میں نے اسے چارپائی کے نیچے کر دیا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور میری ایک جانب بیٹھ گئے، تو انھوں نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا اور کہا یہ دھاگا کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگا میرے لیے دم کیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اسے پکڑا اور کاٹ دیا، پھر فرمایا:

"إن آل عبد الله لأغنياء عن الشرك."

"بلاشبہ عبداللہ کے گھر والے شرک سے بے نیاز ہیں۔"

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

«إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ»

"بے شک دم جھاڑ، گنڈے منکے، اور شوہر کی محبت حاصل کرنے کے جادو شرک ہیں۔"

میں نے ان سے کہا: آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں، میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی، وہ دم جھاڑ کرتا تھا تو میری آنکھ سکون میں آجاتی تھی۔ فرمایا:

مسئلہ تکفیر اور اسکے اصول وضوابط 294

"إِنَّمَا ذَالِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ."

"یہ شیطانی عمل میں سے ہے۔"

وہ اس آنکھ میں اپنا ہاتھ مارتا تھا جب وہ دم جھاڑ کرتا تھا تو شیطان رک جاتا تھا، تجھے تو اتنا ہی کافی ہے کہ تو اس طرح کہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

«أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا» [تفسير ابن كثير: ٣/ ٦١٠، مسند أحمد: ٣٦١٥، ٦/ ١١٠- أبوداؤد: ٣٨٨٣- مسند أبي يعلى: ٥٢٠٨- شرح السنة: ٣٢٤٠، ١٢/ ١٥٦-١٥٧- المستدرك للحاكم: ٤/ ٤١٧-٤١٨ و ٢/ ٢١٧- اس حدیث کو امام حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے، لیکن اس میں اعمش کا عنعنہ ہے۔]

"دکھ دور کر دے اے لوگوں کے رب شفا عطا کر تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا کر جو کوئی بھی دکھ باقی

اس روایت کے متن میں ہے کہ یہودیہ دم کرنے میں مشغول تھی کہ ابن مسعود پہنچ گئے اور اس تانت کو توڑ دیا

اس میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ زوجہ ابن مسعود مشرکہ تھیں

اعتراض : اعمش اس میں مدلس ہے اور سند عن سے ہے

جواب

صحیح بخاری میں اعمش نے حدثنی کے ساتھ روایت کیا ہوا ہے سماع ثابت ہے

اور اہل حدیث کا اصول ہے کہ اگر ایک ہی سند میں سماع کی تصریح مل جائے تو سماع ہوتا ہے

تدلیس کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " قَالَ أَبُو لَهَبٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ اليَوْمِ فَنَزَلَتْ: {تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ} [المسد: 1] "

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا [ص:35] الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيقُهُ، وَرُخِّصَ لَهُمْ فِي ذَلِكَ، فَنَسَخَتْهَا: {وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ} [البقرة: 184] فَأُمِرُوا بِالصَّوْمِ

یہاں اعمش نے عمرو بن مرہ سے تحدیث کے ساتھ روایت کیا ہے

مستدرک حاکم 7505 میں یہی روایت اس سند سے بھی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزَّاهِدُ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، ثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى امْرَأَةٍ فَرَأَى عَلَيْهَا حِرْزًا مِنَ الْحُمْرَةِ فَقَطَعَهُ قَطْعًا عَنِيفًا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشِّرْكِ أَغْنِيَاءُ وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوْلِيَةَ مِنَ الشِّرْكِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

[التعليق - من تلخيص الذهبي] 7505 - صحيح

یہاں الذھبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

اعتراض کیا جاتا ہے

مستدرک حاکم 7505 کی سند میں أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ مجہول ہے

جواب

مجہول نہیں ہے

تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے

أحمد بن مهران بن المنذر، أبو جعفر الهمذاني القطان. [الوفاة: 261 - 270 ه] سَمِعَ: محمد بن عبد الله الأنصاري، وعثمان بن الهيثم المؤذن، والقعنبي.

.وَعَنْهُ: علي بن مهروية القزويني

.قال أبو حاتم: صدوق

الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة از ابن قُطْلُوْبَغَا میں ہے

.أحمد بن مهران بن المنذر القَطَّان الهَمَذَاني، أبو جعفر

قال ابن أبي حاتم (1): سمع أبي في كتابه كتاب «الموطأ» عن القعنبي، روى عن عثمان بن الهيثم، وعبد الله بن رجاء، وحسن بن موسى الأشيب، والأنصاري، وهو صدوق.

اعتراض

مستدرک حاکم کی سند میں اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق ضعیف ہے

جواب

إِسْرَائِيل بن يُونُس بن أَبِي إِسْحَاق صحیح بخاری کا راوی ہے اور اس کی ہر روایت اہل حدیث کے اصول پر صحیح متصور ہو گی

ہمارے نزدیک اس متن میں اس کا تفرد نہیں ہے لہذا حدیث اپنی جگہ قائم ہے اس کی اصل ہے

اہل حدیث میں سے بعض تعویذ لٹکانے والے کہتے ہیں کہ مسند احمد میں اس روایت کی سند ضعیف ہے

مسند احمد

٣٦٠٥

حَدَّثَنَا (1) جَرِيرٌ، عَنْ الرُّكَيْنِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: تَخَتُّمَ الذَّهَبِ، وَجَرَّ الْإِزَارِ، وَالصُّفْرَةَ - يَعْنِي الْخَلُوقَ -، وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ - قَالَ جَرِيرٌ: إِنَّمَا يَعْنِي بِذَلِكَ (2) نَتْفَهُ - وَعَزْلَ الْمَاءِ عَنْ مَحِلِّهِ، وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ (3) مُحَرِّمِهِ، وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحِلِّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ

جواب اگرچہ مسند کے محقق شعیب نے اس کو منکر ہے لیکن احمد شاکر کا کہنا ہے روایت صحیح ہے

:إسناده صحيح، الركين: هو ابن الربيع، سبق توثيقه 868. القاسم بن حسان العامري

ثقة: وثقه أحمد بن صالح، وذكره ابن حبان في ثقات التابعين، وذكر البخاري في الكبير 4/ 1/ 161 اسمه فقط، ولم يذكر عنه شيئاً. وترجمه ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل 3/ 2/ 108 فلم يذكر عنه جرحاً. عبد الرحمن بن حرملة الكوفي: ذكره ابن حبان في الثقات، وذكره البخاري في الضعفاء21 قال: "عبد الرحمن بن حرملة عن ابن مسعود، روى عنه القاسم بن حسان، لا يصح حديثه". والحديث رواه أبو داود 4: 143 – 144 من طريق المعتمر عن الركين. قال المنذري: "وأخرجه النسائي، وفي إسناده قاسم بن حسان الكوفي عن عبد الرحمن بن حرملة، قال البخاري: القاسم بن

حسان: سمع من زيد بن ثابت وعن عمه عبد الرحمن بن حرملة، وروى عنه الركين ابن الربيع، لم يصح حديثه في الكوفيين. قال علي بن المديني حديث ابن مسعود أن النبي – صلى = الله عليه وسلم – كان يكره عشر خلال: هذا حديث كوفي، وفى إسناده من لا يعرف. وقال

ابن المديني أيضاً: عبد الرحمن بن حرملة: روى عنه قاسم بن حسان، لا أعلم رُوي عن عبد الرحمن هذا شيء من هذا الطريق، ولا نعرفه من أصحاب عبد الله. وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم. سألت أبي عنه؟، فقال: ليس بحديثه بأس، وإنما روى حديثاً واحداً، ما يمكن أن يعتبر به، ولم أسمع أحداً ينكره أو يطعن عليه، وأدخله البخاري في كتاب الضعفاء، وقال أبي: يحوَّل منه". والذي نقله المنذري عن البخاري في شأن القاسم بن حسان لا أدري من أين جاء به، فإنه لم يذكر في التاريخ الكبير إلا اسمه فقط. كما قلنا، ثم لم يترجمه في الصغير، ولم يذكره في الضعفاء. وأخشى أن يكون المنذري وهم فأخطأ، فنقل كلام ابن أبي حاتم بمعناه منسوباً للبخاري. وأنا أظن أن قول البخاري في عبد الرحمن بن حرملة "لا يصح حديثه" إنما مرده إلى أنه لم يعرف شيئَاً عن القاسم بن حسان، فلم يصح عنده لذلك حديث عمه عبد الرحمن. (فائدة): قال أبو داود، بعد أن روى هذا الحديث: "انفرد بإسناد هذا الحديث أهل البصرة"!، وهو خطأ عجيب، فإن رواته كلهم كوفيون. ليس فيهم بصري!. تفسير جرير "تغير الشيب" بأنه نتفه، هو الصحيح، وبذلك في شه ابن الأثير، وقال "فإن تغيير لونه قد أمر به في غير حديث". "وفساد الصبي" إلخ: قال ابن الأثير: "هو أن يطأ المرأة المرضع، فإذا حملت فسد لبنها، وكان من ذلك فساد الصبي، ويسمى الغيلة. أقوله غير محرمه: أي أنه كرهه ولم يبلغ حد التحريم". وانظر معالم السنن 4: 213.

اہل حدیث میں سے بعض تعویذ لٹکانے والے کہتے ہیں کہ طبرانی کی سند ضعیف ہے

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ الضَّبِّيُّ، ثنا أَبُو إِسْرَائِيلَ الْمُلَائِيُّ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، دَخَلَ عَلَى بَعْضِ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِ فَرَأَى فِي عُنُقِهَا تَمِيمَةً، فَلَوى السَّيْرَ حَتَّى قَطَعَهُ، وَقَالَ: «أَفِي بُيُوتِي الشِّرْكُ؟» ثُمَّ قَالَ: «التَّمَائِمُ، وَالرُّقَى، وَالتُّوَلَةُ شِرْكٌ، أَوْ طَرَفٌ مِنَ الشِّرْكِ»

ان کا اعتراض ہے کہ اس سند میں أَبُو إِسْرَائِيلَ الْمُلَائِيُّ منکر الحدیث ہے

جواب ابو اسرئیل إسماعيل بن خليفة العبسي أبو إسرائيل الملائي، الكوفي ایک غالی شیعہ ہے اور بعض محدثین نے اس کو غلو کی بنا پر ترک کیا ہے

بدعتی کی روایت غیر غلو کی صورت قبول کی جاتی تھی

عبد اللہ نے باپ امام احمد سے اس پر سوال کیا تو کہا

قلت: إن بعض من قال: هو ضعيف. قال: لا، خالف في أحاديث

میں نے کہا بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے ؟ احمد نے کہا نہیں

یہ بعض احادیث میں اختلاف کرتا ہے -

اہل حدیث میں سے بعض تعویذ لٹکانے والے کہتے ہیں طبرانی کی یہ سند بھی ضعیف ہے

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَوْ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، - شَكَّ مَعْمَرٌ - قَالَ: رَأَى ابْنُ مَسْعُودٍ، فِي عُنُقِ امْرَأَتِهِ خَرَزًا قَدْ تَعَلَّقَتْهُ مِنَ الْحُمْرَةِ فَقَطَعَهُ، وَقَالَ: «إِنَّ آلَ عَبْدِ اللهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ»

ان کا کہنا ہے کہ اس سند میں زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ مجہول ہے

جواب

قال البرقاني: سمعت أبا الحسن الدَّارَقُطْنِيّ يقول زياد بن أبي مريم، روى عنه عبد الكريم الجزري، حراني، ثقة.

دارقطنی کے نزدیک یہ ثقہ ہے

قال العجلي: جزري تابعي ثقةٌ

ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور اس قول میں منفرد نہیں ہے

معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے – اس کی اسناد میں سے بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور روایت کا اصل ہے

عقبہ بن عامر کی روایات

مسند احمد ۱۷٤۲۲

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ دُخَيْنٍ الْحَجْرِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ، فَبَايَعَ تِسْعَةً وَأَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، بَايَعْتَ تِسْعَةً وَتَرَكْتَ هَذَا؟ قَالَ: " إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً " فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَقَطَعَهَا، فَبَايَعَهُ، وَقَالَ: " مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ

عن دُخين الحجرى عن عقبه بن عامر الجهنی رضی اللہ عنہ انّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اقبل اليه رهطٌ فبايع تسعةً وامسك عن واحدٍ فقالوا يارسول اللّٰه بايعتَ تسعةً وامسكتَ عن هذا؟ فقال انّ عليه تميمة فادخل يده فقطعها۔ فبايعه وقال من تعلق تميمةً فقد اشرك۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۵۶، جلد ۴)

ترجمہ: عقبہ بن عامر الجہنیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے نوؔ سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے نو سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا کہ اس سے اس لئے بیعت نہیں لی کہ وہ تعویذ پہنے ہوئے ہے۔ یہ سن کر اُن صاحب نے ہاتھ اندر ڈال کر تعویذ توڑ ڈالا۔ اب نبیؐ نے ان سے بھی بیعت لے لی۔ اور فرمایا کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۵۶، جلد ۴)

اس پر اہل حدیث کا اعتراض ہے کہ اس میں راوی دخین بن عامر الحجری ، أبو ليلى المصری مجہول ہے

جواب

یعقوب بن سفیان ،ابن حبان، ابن حجر ، الذھبی نے دخین بن عامر الحجري کو ثقہ قرار دیا ہے

البانی نے سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ح 492 اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

احمد شاکر نے بھی صحیح کہا ہے

شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد کا حکم ہے کہ اس روایت کی اسناد قوی ہیں

إسناده قوي

تعویذ کی محبت میں گرفتار اہل حدیث کہتے ہیں يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ کی منفرد روایت ضعیف ہے

جواب

یزید بن ابی منصور پر کوئی کلمہ جرح معلوم نہیں ہے اور اس کی تعدیل کا ذکر محدثین نے کیا ہے

لہذا یہ دعوی کہ اس کی منفرد روایت ضعیف ہے قابل رد ہے

معلوم ہوا کہ روایات صحیح ہیں – ان احادیث کو خود اہل حدیث اور سلفی فرقہ کا ایک کثیر گروہ صحیح کہتا ہے

ضمیمہ: فتوی علمائے سلف یا غیر مقلدین و مقلدین

سید نذیر حسین دہلوی

سید نذیر حسین دہلوی سے سوال ہوا کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یا نہیں ؟
جواب میں فرماتے ہیں:تعویذ نوشتہ در گلو انداختن مضائقہ ندارد۔ مگر اشہر و اصح جواز است۔
)فتاویٰ نذیریہ ج3 ص 298 (
لکھے ہوئے تعویذ کو گلے میں لٹکانا درست ہے کوئی حرج کی بات نہیں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ جائز ہے۔
عبدالرحمان مبارکپوی لکھتے ہیں : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بالغ لڑکوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے کلمات یاد کراتے تھے اور نابالغ لڑکوں کے لیے ان کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔
)ابوداود ترمذی(مزید لکھتے ہیں کہ شراح حدیث اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ جس تعویذ میں اللہ کا نام لکھا ہوا ہو یا قرآن کی کوئی آیت یا کوئی دعا ماثورہ لکھی ہوئی ہو ایسے تعویذ کا کا بالغ لڑکوں کے گلے میں لٹکانا درست ہے۔
)فتاویٰ نذیریہ ج 3 ص 299 (

فتاویٰ علمائے : حدیث ج ۱۰، ص ۸۲ ، کتاب الایمان و العقائد : ''کچھ شک نہیں کہ نفس دم (رقیہ) یعنی ذات دم کی یا ذات تعویذ یا ذات عمل حب (تولہ) کی نہیں بلکہ ان کی بعض قسمیں شرک ہیں ؛ اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان منتروں کو پڑھ کر مجھ کو سناؤ جب تک ان میں شرک نہ ہو میں کوئی حرج نہیں دیکھتا''.[صحیح مسلم » كِتَاب السَّلَامِ » بَاب لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ ...رقم الحديث: 4086]

فتاویٰ ثانیہ : ج ۱ ، ص ۳۳۹ ، باب اول : عقائد و مہمات دین : ''مسئلہ تعویذ میں اختلاف ہے ، راجح یہ ہے کہ آیات یا کلمات صحیحہ دعائیہ جو ثابت ہوں ان کا تعویذ بنانا جائز ہے ، ہندو ہو یا مسلمان . صحابہ کرام نے ایک کافر بیمار پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا.

هوالموفق. عمرو بن شعیب کے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں ڈر جائے تو یہ کہے

سوال:- اگر خسر کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس کا نکاح جائز ہے ہدایہ میں ہے خسر زن کی طرح ہے، ... نکاح کر سکتا ہے خصی بھی نکاح کر سکتا ہے۔

سوال:- تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے، کوئی حرج نہیں ہے بعض تابعین نے اس میں اختلاف کیا ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ جائز ہے، قرآن شریف کا تعویذ کرنے میں اختلاف ہے، مثلاً بیمار یا ڈسے ہوئے پر پڑھ کر دم کرے، یا کسی کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈالے، یا کسی تھال میں لکھ کر مریض کو پلائے تو عطاء مجاہد، ابو قلابہ اس کو جائز کہتے ہیں اور نخعی اور بصری مکروہ ... گلے میں تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ قضائے حاجت کے وقت اس کو اتار دے۔

فتاویٰ نذیریہ جلد سوم ۲۹۹ کتاب الحظر والاباحۃ

اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ ومن شر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون، تو شیاطین کے وسوسے اس کو ضرر نہیں دیں گے، اور عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ لڑکوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے، اور اپنے نابالغ لڑکوں کے لئے ان کلمات کو ایک کاغذ میں لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے، اور ترمذی نے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس روایت کے تحت میں شراح حدیث لکھتے ہیں کہ جس تعویذ میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو، یا قرآن کی کوئی آیت لکھی ہو، یا کوئی دعا ماثورہ لکھی ہو سو ایسے تعویذ کا بالغ لڑکوں کے گلے میں لٹکانا درست ہے، ملا علی قاری مرقات میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں و ھذا اصل فی تعلیق التعویذات التی فیہا اسماء اللہ تعالیٰ، اور حدیث الرقی والتمائم والتولۃ شرک کے تحت میں لکھتے ہیں: التمائم جمع تمیمۃ وھی التعویذ التی تعلق علی الصبی فلعلہ الطیبی لکن ینبغی ان یقید بان لا یکون فیہا اسماء اسماء اللہ تعالیٰ وآیاتہ المتلوۃ والدعوات المأثورۃ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث کے ترجمہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وازینجا جواز آویختن تعویذات در گردن معلوم می شود و بعضے علماء را دریں اختلاف است، مختار آن است کہ تعلیق حرزات و مانند آن حرام و مکروہ است، واما اگر قرآن یا اسمائے الٰہی نویسند باکے نیست، چنانکہ در رقیہ این تفصیل کردہ اند۔

کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔

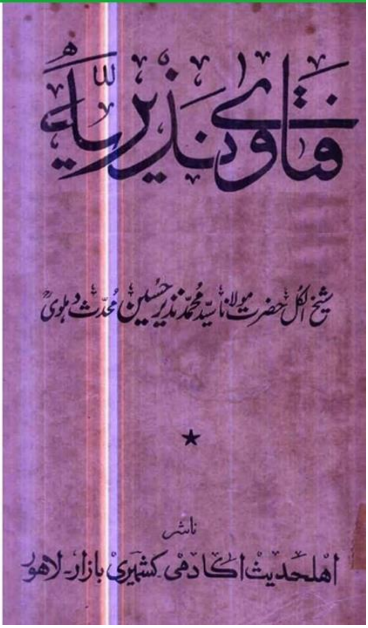

ابن قیم

ابن القيم نے اپنی كتاب زادُ المَعَاد : ۵۷۲/۳ میں نقل کیا ہے کہ

امام المروزي نے فرمایا کہ أبا عبد الله [يعني امام أحمد بن حنبل] کو یہ خبر پہنچی کہ مجھے بخار ہے تو انهوں نے میرے لیئے بخار کے علاج کا ایک تعویذ لکھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا ، : بسم الله الرحمن الرحيم باسم اللهِ وباللهِ ، وَمُحمدُ رسُولُ الله قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الأَخْسَرِينَ) اللهُمَّ رَبَّ جبرئيلَ وَمِيكائيلَ وَإسرافيلَ اِشفِ صاحبَ هَذا الكتابِ بحَولكَ وَقـوَّتِكَ وَجـبَرُوتِكَ إلهَ الخـَلقِ . آمین

زاد المعاد ۵۷۲ حصہ سوم

حرف الکاف

کتاب للحمی (بخار کے لیے تعویذ) مروزیؒ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ کو اطلاع ہوئی کہ مجھے بخار ہے۔ انہوں نے مجھے بخار کا تعویذ دیا، جس میں یوں لکھا تھا:
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ وباللہ محمد رسول اللہ قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم وارادوا بہ کیدا فجعلناھم الاخسرین اللھم رب جبرائیل ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب ھذا الکتاب بحولک وقوتک وجبروتک الہ الحق آمین۔

امام احمدؒ سے تعویذات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ ان میں کچھ حرج نہیں۔

عسر ولادت کا تعویذ) خلالؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن احمدؒ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ایک عورت کے لیے تعویذ لکھا جسے ولادت کی تکلیف ہو رہی تھی۔ یہ تعویذ ایک سفید پیالے پر لکھا جاتا، یا کسی پاک چیز پر۔ یہ تعویذ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ذیل کی صورت میں تھا۔

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین
کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار بلاغ

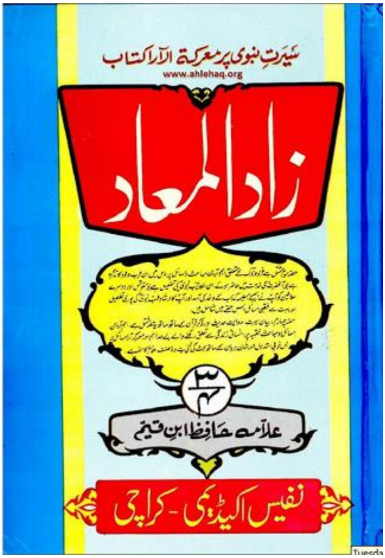

محمد بن صالح العثیمین: ولادت کے وقت برتن پر آیات لکھ کر پی جائیں!

کیا ولادت کے وقت سورۃ الزلزال کی قرآت کرنے سے آسانی پیدا ہو جاتی ہے، اور کیا ولادت میں آسانی پیدا کرنے کے لیے کوئی دعائیں اور اذکار مشروع ہیں، اور کیا ولادت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے ؟

جواب = ولادت کے وقت برتن میں زعفران سے سورۃ الزلزلۃ " اذا زلزلزت الارض زلزالہا " اور اسی طرح وہ آیات جن میں رحم کا ذکر ہے، اور اسی طرح { و ما تخرج من ثمرات من اکمامھا و ما تحمل من انثی و لاتضع الا بعلمہ (فصلت : 67)}. اور فرمان باری تعالی: { اللہ یعلم ما تحمل کل انثی و ماتغیض الارحام و ماتزداد و کل شیئ عندہ بمقدار (الرعد : 8)}. تجربہ کیا گیا ہے کہ یہ آیات زعفران کے ساتھ لکھ کر اور پھر اس برتن میں پانی ڈال کر زعفران کو حل کر کے نفاس والی عورت کو پلایا جائے اور نفاس والی عورت کے پیٹ کو ہاتھ سے ملا جائے، یا یہ آیات پانی میں پڑھ کر وہ پانی نفاس والی عورت کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ کو ملا جائے، یا پھر نفاس والی عورت کو پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ کے حکم سے اس کی ولادت میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور درد زہ کے وقت دعا کرنا قبولیت کے لیے اولی ہے کیونکہ یہ دعا مشکل و تنگی اور لاچاری کے وقت کی جا رہی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ کون ہے جو مضطر اور لاچار کی دعا قبول کرتا اور اس کی تکلیف اور مشکل دورکرتا ہے، اورتمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ (النمل : ٦٢)}. اور پھر مشکل و تنگی اور بےکسی کے وقت تو اللہ سبحانہ و تعالی دعا بہت قبول کرتا ہے اور مشکل و تنگی سے نجات دلاتا ہے.

[.الشیخ محمد بن صالح العثیمین مجلة الدعوة العدد 1754 ص 36]

https://islamqa.info/ar/10538

ثناء الله امرتسری

سوال: تعویذ اور گنڈے کرنا قرآن شریف سے جائز ہے یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا ہے کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: تعویذ اور گنڈے کرنا حدیثوں میں منع آیا ہے جو دعائیں اور معوذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں وہ لکھ کر بچوں کے گلے میں ڈال دے جائیں تو ثبوت ملتا ہے مثلاً اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق و شر کل شیطان وھامۃ و شر کل عین لامۃ مصنوعی تعویذات کے الفاظ اگر شرک و کفر سے پاک بھی ہوں تو بھی وہ اس درجہ کے نہیں ہو سکتے جو درجہ ان کلمات طیبہ کا ہے۔ (یکم فروری ۱۹۱۸ء)

تشریح: وہ تعویذات اور گنڈے شرعاً ناجائز اور ممنوع ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہوں، استعانت بغیر اللہ ہو یا جن کے معنے معلوم نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور آیات قرآنی و ادعیہ ماثورہ کے ساتھ تعویذ کرنا اور گلے میں لٹکانا بلاشک جائز و درست ہے۔ حدیث مندرجہ ذیل اس پر شاہد ہے سنن ابو داؤد و جامع ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ فانہا لن تضرہ وکان